"... اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ" (ال عمران: ۷۴) "... عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (بنی اسرائیل: ۸۰)

الفضل لندن

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: رشید احمد چوہدری

جلد ۱	جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء O ۱۴ رمضان ۱۴۱۴ھ	شمارہ ۸

القرآن الحکیم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۸۴)

(ترجمہ): اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزے اسی طرح فرض کردیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بنو۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتا ہے، وہی اس سے زندگی پاتا ہے

جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے۔ جو شخص اس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اس سے بڑھ کر اپنا صدق و صفا اس سے ظاہر کرتا ہے۔ اس کی طرف صدق دل سے قدم اٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمہ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی ان کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے۔ اس لئے جو شخص اس کی راہ میں مرتا ہے وہی اس سے زندگی پاتا ہے اور جو اس کے لئے سب کچھ کھوتا ہے اسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنے والے اس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اول دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔ اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اس کا پڑ جاتا ہے اور شعلہ نور سے قالب نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ آگ لے لیتی ہے۔ یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل شعلہ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح جس کو شعلہ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں۔ کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے۔ منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے اور ایک ربانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیش گوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی پیش گوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے۔ اور وہ پیش گوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں۔ کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور ہیبت الٰہی ان میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ ان میں نظر آتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶-۱۷)

قادیان دارالامان

قادیان کی تاریخ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے

"اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو۔ جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پاکر قادیان ہو گیا۔"

(ستارہ قیصریہ، روحانی خزائن ص ۱۱۹)

بابر بادشاہ کے وقت میں کہ جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا بزرگ اجداد اس نیاز مند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا ہجرت اختیار کر کے دہلی میں پہنچے ----- انہیں شاہی خاندان سے کچھ ایسا خاص تعلق تھا جس کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ کی نظر میں معزز سرداروں میں سے شمار کئے گئے تھے۔ چنانچہ بادشاہ وقت سے پنجاب میں بہت سے دیہات بطور جاگیر کے انہیں ملے اور ایک بڑی زمینداری کے وہ تعلق دار ٹھہرائے گئے اور ان دیہات کی وسط میں ایک میدان میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کے لئے آباد کیا جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قصبہ کے گرداگرد ایک فصیل تھی جس کی بلندی بیس فٹ کے قریب ہو گی اور عرض اس قدر تھا کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر اس پر چل سکتے تھے۔ چار بڑے بڑے برج تھے جن میں قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تھی اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اسکی یہ وجہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی اور منصب قضاء یعنی رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا اور یہ طرز حکومت اس وقت تک قائم و برقرار رہی کہ جس وقت تک پنجاب کا ملک دہلی کے تخت کا خراج گزار رہا۔ ----- سوانہی ایام میں بفضل واحسان الٰہی اس عاجز کے پردادا صاحب مرزا گل محمدؒ مرحوم اپنے تعلقہ زمینداری کے ایک مستقل رئیس اور طوائف الملوک میں سے بنکر ایک چھوٹے سے علاقہ کے جو صرف چوراسی یا پچاسی گاؤں رہ گئے تھے کامل اقتدار کے ساتھ فرماں روا ہو گئے اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کر لیا اور دشمنوں کے حملے روکنے کے لئے کافی فوج اپنے پاس رکھ لی اور تمام زندگی انکی ایسی حالت میں گزری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے اور نہ کسی کے اخراج گزار۔ بلکہ اپنی ریاست میں خود مختار حاکم تھے اور قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ انکی فوج تھی اور تین توپیں بھی تھیں اور تین چار سو آدمی عمدہ عمدہ عقلمندوں اور علماء میں سے ان کے مصاحب تھے اور پانسو کے قریب قرآن شریف کے حافظ وظیفہ خوار تھے جو اس جگہ قادیان میں رہا کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کو سخت تقید سے صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور دین اسلام کے احکام پر چلنے کی تاکید تھی اور منکرات شرعی کو اپنی حدود میں رائج ہونے نہیں دیتے تھے اور اگر کوئی مسلمان ہو کر خلاف شعار اسلام کوئی لباس یا وضع رکھتا تھا تو وہ سخت مورد عتاب ہوتا تھا اور سقیم الحال اور غرباء و مساکین کی خبر گیری اور پرورش کے لئے ایک خاص سرمایہ نقد اور جنس کا جمع رہتا تھا جو وقتاً فوقتاً ان کو تقسیم ہوتا تھا۔ یہ ان تحریرات کا خلاصہ ہے جو اس وقت کی لکھی ہوئی ہم کو ملی ہیں جن کی زبانی طور پر شہادتیں بھی بطریق مسلسل اب تک پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان دنوں میں ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا غیاث الدولہ نام قادیان میں آیا اور میرزا گل محمد صاحب مرحوم کے استقلال، حسن تدبیر و تقویٰ و طہارت و شجاعت و استقامت کو دیکھ کر چشم پر آب ہو گیا اور کہا کہ اگر مجھے پہلے سے خبر ہوتی کہ خاندان مغلیہ میں سے ایک ایسا مرد پنجاب کے ایک گوشہ میں موجود ہے تو میں کوشش کرتا کہ تا وہی دہلی میں تخت نشین ہو جاتا اور خاندان مغلیہ تباہ ہونے سے بچ جاتا۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۰۔ ۱۶۲)

قادیان کیسے آباد ہوا؟

اسی طرح کتاب تذکرہ رؤسائے پنجاب میں بھی اس کا ذکر موجود ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔
شہنشاہ بابر کی عہد حکومت کے آخری سال یعنی سنہ ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مسمی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا اور ضلع گورداسپور میں بودوباش اختیار کی یہ کسی قدر لکھا پڑھا آدمی تھا اور قادیان کے گرد و نواح کے کے مواضعات کا قاضی یا مجسٹریٹ مقرر کیا۔ کہتے ہیں کہ قادیان اس نے آباد کیا اور اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا جو بدلتے بدلتے قادیان ہو گیا۔

(تذکرہ رؤسائے پنجاب جلد دوم طبع ۱۹۴۰ء ص ۶۷۔ ۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک پیغام درویشان قادیان کے نام

میں خدا کے فرشتوں کے ذریعہ سے اپنی طرف سے اور ساری جماعت کی طرف سے قادیان والوں کو وعلیکم السلام کہتا ہوں۔ درحقیقت وہ لوگ خوش قسمت ہیں۔ آنے والی نسلیں ہمیشہ عزت کی نگاہ سے اور احترام و محبت کے ساتھ ان کا نام لیا کریں گی اور ہزاروں لوگوں کو حسرت ہوا کرے گی کہ کاش ہمارے آباء کو بھی یہ خدمت کرنے کی توفیق ملتی"۔

(الفضل ۲۱ اپریل ۱۹۴۹ء)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ حمزہ بن علی ملک الطوسی نے اپنی کتاب جواہر الاسرار میں یہ حدیث درج کی ہے کہ:۔

در اربعین آمده است که خروج مهدی از قریة کدعه باشد قال النبي ﷺ: يخرج المهدي من القرية يقال لها كدعه ويصدقه الله تعالى ويجمع أصحابه من أقصى البلاد.

یعنی لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا خروج کدعہ بستی سے ہو گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ایک ایسی بستی سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرے گا۔ اور اس کے پاس دور دور کے ملکوں سے اس کے دوستوں کو جمع کرے گا۔

(جواہر الاسرار قلمی ص ۵۶)

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا پیغام

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا حرم محترم حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا پیغام جو آپ نے قادیان کے درویشوں کے نام ارسال فرمایا قادیان سے دلی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ نے لکھا:۔

"میری سب سے بڑی تمنا یہی ہے کہ جماعت ایمان اور اخلاص اور قربانی اور عمل صالح میں ترقی کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور دعا کے مطابق میری جسمانی اور روحانی اولاد کا بھی اس قربانی میں وافر حصہ ہو۔ آپ لوگ اس وقت ایسے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں جو خالصتاً روحانی ماحول کا رنگ رکھتا ہے۔ آپ کو یہ ایام خصوصیت کے ساتھ دعاؤں اور نوافل میں گزارنے چاہئیں اور عمل صالح اور باہم اخوت و اتحاد اور سلسلہ کے لئے قربانی کا وہ نمونہ قائم کرنا چاہئے جو صحابہ کی یاد کو زندہ کرنے والا ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۴۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات قادیان کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

۱۔ اس مقام کو خدا نے امن والا بنایا ہے اور متواتر کشوف و الہامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو اس کے اندر داخل ہوتا ہے وہ امن میں ہوتا ہے۔

(ملفوظات نمبر ۶ ص ۲۲)

۲۔ حضور نے فرمایا "مجھے دکھلایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہو گا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی"۔

(الفضل ۱۴ اگست ۱۹۲۸ء)

۳۔ "خدا نے اس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے ہیں۔

روحانی خزائن ص ۹۵
(براہین احمدیہ جلد ۵)

۴۔ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔

(الوصیت روحانی خزائن ص ۳۲۶)

۵۔ ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرف چمک کر دکھلاوے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۲۳۱)

۶۔ حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں (قادیان) کا نام موجود ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہو گا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن ص ۴۰)

۷۔ یہاں کا رہنا تو ایک قسم کا آستانہ ایزدی پر رہنا ہے۔ اس حوض کوثر سے وہ آب حیات ملتا ہے کہ جس کے پینے سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے جس پر ابدالآباد تک موت ہرگز نہیں آسکتی۔

(ملفوظات نمبر ۶ ص ۱۸۵)

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء (آل عمران ۷۴) ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا (بنی اسرائیل ۸۰)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

جلد ۱	جمعہ ۲۵ فروری ۹۴ء ۱۴ رمضان ۱۴۱۴ھ	شمارہ ۸

نائب مدیران۔ منیر احمد جاوید ۔ عبد الماجد طاہر

مکمل پتہ
۱۶۔ گریسن ہال روڈ ۔ لندن ۔ ایس ڈبلیو ۱۸ ۔ ۵ کیو ایل۔
16, Gressenhall Road, London. SW18 5QL. U.K
Phone/Fax.081.870.0919

دیکھو میرے دوستو!
اخبار
شائع ہوگیا
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔ الحکم ۱۹۰۶ء)

اداریہ

رمضان المبارک کے خصوصی پروگرام

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر سب سے بابرکت مہینہ یعنی رمضان المبارک آ چکا ہے۔ یہ مہینہ حصول تقویٰ کی آسمانی تربیت گاہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہر احمدی گھرانے میں مندرجہ ذیل روحانی پروگرام شروع ہو چکا ہو گا۔ اگر کسی جگہ ایسا نہیں ہوا تو اس طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم سب رمضان المبارک سے کماحقہٗ فائدہ اٹھا سکیں۔

○ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط تر کرنے کے لئے رمضان المبارک بہترین ذریعہ ہے اس لئے اس ماہ کے دوران خصوصیت کے ساتھ پنج وقتہ نمازوں کو باقاعدگی سے اور بر وقت ادا کریں نیز نوافل کے ذریعہ اپنی راتوں کو زندہ کریں۔

○ اس ماہ کے دوران کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کریں اور اس کے ترجمہ اور معانی پر غور کریں کیونکہ تزکیہ نفس کے لئے قرآن کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

○ تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ درس قرآن، درس حدیث، اور درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتظام کریں۔ جہاں جماعتیں قائم نہ ہوں وہاں گھروں میں ایسا انتظام کیا جا سکتا ہے۔
نیز کوشش کریں کہ گھر میں تمام افراد خانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درس قرآن سے جو سیٹلائٹ کے ذریعہ تمام دنیا میں نشر کیا جا رہا ہے مستفیذ ہوں۔

○ رمضان المبارک کے روزے رکھنا جسمانی اور روحانی تندرستی دونوں کے لئے مفید ہے۔ اس لئے سوائے ان حالات کے کہ جن میں روزہ رکھنے کی رخصت خدا تعالیٰ نے دی ہے ضرور روزے رکھیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان المبارک میں آسمان کے یعنی جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔

○ ماہ رمضان میں خصوصیت کے ساتھ نبیوں کے سردار ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں۔ اس کے علاوہ بھی ہماری زبانوں پر اور دلوں میں مختلف دعاؤں کا وِرد جاری رہنا چاہئے۔

○ ماہ صیام کے دوران رب کریم کی دی ہوئی توفیق کے مطابق صدقہ و خیرات دے کر اپنے مولا کو راضی کریں۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں کثرت سے سخاوت کیا کرتے تھے۔

○ اپنے لازمی چندہ جات کے علاوہ مختلف مالی تحریکات میں کئے گئے وعدوں کی ادائیگی اس مبارک ماہ میں کرنے کی کوشش کریں۔ نیز فطرانہ و عید فنڈ نماز عید سے پہلے ادا کریں۔

○ ساری دکھی انسانیت کے لئے اور خصوصاً عالم اسلام کے لئے نیز احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے غلبہ کے لئے کثرت سے دعائیں کریں۔ اسی طرح دنیا میں امن کے قیام کے لئے، ان ہزاروں مظلوموں کے لئے جو اپنوں اور غیروں کے ہاتھوں ظلم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ بوزنیا، کشمیر، فلسطین اور صومالیہ میں ظلم کے خاتمہ کے لئے، خصوصاً بوزنین بھائی بہنوں کے لئے جو اس وقت انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔
نیز اسیران راہ مولیٰ کے لئے جو ایک عرصہ سے پاکستان کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

○ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی برکات حاصل کرنے کے لئے خاص عبادت اور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ ایک رات ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے۔

○ اگر کوئی دوست بدقسمتی سے لغو عادتوں میں مبتلا ہوں تو ان کو چاہئے کہ وہ اس ماہ کے دوران اس لغو عادت سے چھٹکارا حاصل کریں۔

○ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنا سیکھیں۔ ایک دوسرے سے شفقت اور محبت سے پیش آئیں۔ اگر کسی دوست کو اپنے کسی مسلمان بھائی سے ناراضگی ہے تو وہ اس مقدس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسے معاف کر دے۔ اس طرح خاندانی ناراضگیاں اور جھگڑے ختم کر کے اپنے گھروں کو جنت بنائیں کیونکہ ایسے ہی گھروں میں اللہ کے فرشتے برکتیں لئے ہوئے اترتے ہیں
اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دُعاؤں کے رُخ پر چلنے کی تمنا پیدا کریں

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دُعائیں بھی اس وقت قبول ہوتی ہیں جب دُعائیں جن کے لئے کی جاتی ہیں وہ صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ اولاد کے حق میں بھی دُعائیں نہیں لگا کرتیں اگر اولاد ان کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو اور اسے تمنا ہی نہ ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کا عجیب مضمون ہے جس میں من شاء فالیؤمن من شاء فالیکفر کا مضمون خدا کی تقدیر میں ہر جگہ صادق آتا ہے۔ ہر شخص کی اپنی تمنا اور خواہش کا اس کی زندگی کا رُخ ڈھالنے میں ایک گہرا تعلق ہے اور محض دوسرے کی دُعائیں کارگر ثابت نہیں ہوتیں جب تک وہ خود ان دُعاؤں کے رُخ پر چلنے کی تمنا پیدا نہ کرے۔ ہوائیں ضرور سفر میں ممد ہو جایا کرتی ہیں۔ سمندری سفروں میں بھی اور دُنیا کے عام سفروں میں بھی۔ ہوائی جہازوں کی بھی ہوائیں مدد کرتی ہیں۔ موٹروں کی بھی مدد کرتی ہیں۔ پیدل چلنے والوں کی بھی مدد کرتی ہیں۔ لیکن جو ہوا کے مخالف چل رہا ہو اس کی کیسے مدد کر سکتی ہیں اس لئے دُعاؤں کا مضمون بھی ہواؤں سے ایک نسبت رکھتا ہے۔ پس یاد رکھیں کہ آپ کے حق میں آپ کی اپنی دُعائیں یا میری دُعائیں یا ان بزرگوں کی دُعائیں جو ہم سے پہلے گزر گئے اور بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے دُعائیں کرتے کرتے انہوں نے جان دی تھی۔ تبھی مقبول ہوں گی جب آپ ان دُعاؤں کے رخ پر سفر کرنے کے ارادے کریں گے اور ارادے ہی نہیں کریں گے بلکہ جب ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے تو پھر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی رفتار کو کس طرح غیر معمولی الٰہی تائید حاصل ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ نومبر ۱۹۹۱ء)

دور درشن

نیا انداز درشن ہو مبارک اے میرے پیارے
خدا نے تم کو منزل دی عدو ہیں راہ میں ہارے

عدو کی بے بسی ہے دید کے قابل جہاں میں اب
نہیں آنکھیں ملاتا اب بے چارہ شرم کے مارے

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا"
ہوا اک بار پھر پورا مسیح پاک" کے وارے

جلایا ہے خدا نے جو دیا خود اپنے ہاتھوں سے
بجھا نہ پاؤ گے اس کو لگا لو زور تم سارے

کھڑا تھا کل تلک ہاتھوں میں لئے جو ظلم کی برچھی
آئی ہے اس کی اب باری چلیں گے تیز تر آرے

(منظور احمد شاد، جرمنی)

آپ نے جس چیز کی حفاظت کرنی ہے وہ قادیان کا تقویٰ ہے اور قادیان کا نور ہے

آج قادیان کو ایسے متقیوں کی ضرورت ہے جن کی کشش ماحول کو اپنی طرف بڑی قوت کے ساتھ کھینچنے لگے

احمدی خواتین میں خدمت کا ایسا عظیم الشان جذبہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کی کسی قوم کی عورتوں میں اسکی مثال نہیں مل سکتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب برائے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۳ء جو روزہل ماریشس سے ۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کو دنیا بھر میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾ (آمين)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت کی:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۗ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۰﴾ (الفتح آیت ۳۰)

پھر فرمایا:

آج ہماری یہ خوش بختی ہے کہ ہم قادیان دارالامان کے بین الاقوامی جلسہ سالانہ میں سیٹلائٹ کے ذریعہ شرکت کر رہے ہیں اور اس ذریعہ سے تمام دنیا کے احمدی اور بہت سے احمدیت میں دلچسپی لینے والے بھی آج مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک مختلف ملکوں میں بٹے ہوئے مگر ایک جگہ، ایک آواز ہر ایک صورت پر اکٹھے ہو کر اس جلسہ میں شمولیت کر رہے ہیں۔ قادیان کی بستی وہ بستی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"خدا نے اس ویرانے کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا ہے کہ ہر ایک ملک کے لوگ آکر جمع ہوئے ہیں" [۱]۔

قادیان مجمع الدیار

پس آج پھر ہم یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں کہ قادیان میں مختلف ممالک سے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں لیکن ایک اور روحانی ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے انسانوں کو ان میں سے جو بصیرت رکھتے ہیں آج قادیان کے جلسہ میں اکٹھا کر دیا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ

"ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلاوے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے" [۲]۔

یہ ایک پیش گوئی ہے سوچنے کا مقام ہے کہ مذکر کی بجائے مؤنث کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا۔ "چمک دکھلاوے گا" کے بجائے "چمک دکھلاوے گی" کیوں فرمایا۔ کلام الامام بہت گہرے مضامین اپنے اندر رکھتا ہے اور اسے غور سے سمجھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کو ایک چھوٹی سی گمنام بستی کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ جسکی دنیا کو کچھ خبر نہیں ہے۔ پس بستی کے لحاظ سے اسے مؤنث باندھا ہے کہ یہ چھوٹی سی بستی جسے تم قادیان کہتے ہو، آج اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے مگر یقیناً ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ سورج کی طرح چمک کر دکھلاوے گی۔ "چمک دکھلاوے گی" نہیں بلکہ "چمک کر دکھلاوے گی" - کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ آج واقعتاً ان برقی لہروں کے ذریعہ قادیان سب دنیا پر سورج کی طرح چمک کر یہ بات ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک سچے کا مقام ہے جسے خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" - پس آج وہ مبارک دن ہے کہ آج یہ بار بار پوری ہونے والی پیش گوئی ایک اور نئی چمک کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ قادیان میں اس وقت مختلف ممالک اور مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہیں بہت سے ایسے سکھ دوست جب میں وہاں گیا تھا تو بڑی محبت کے ساتھ تشریف لائے تھے اور ہر قسم کے تعصبات سے پاک ہو کر ہمارے جلسوں میں شرکت فرماتے رہے اور اسی طرح بہت سے ہندو دوست بھی تھے جو تشریف لائے۔ اس کے علاوہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے، ہندوستان کے شمال اور جنوب میں بسنے والے اس ایک بستی میں کم از کم نمائندوں کی صورت میں ضرور اکٹھے ہوئے، بہت دور کی بستیوں سے زیادہ احمدیوں کا آنا ممکن نہیں تھا لیکن جس جلسہ میں میں شریک ہوا اس میں تو بڑی بھاری تعداد میں کثرت سے ایسے غریب علاقوں کے احمدی بھی شامل ہوئے جنہوں نے اپنے سفر کے لئے رقمیں قرض اٹھائیں اور بعد میں وہ بے چارے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس مشکل سے اس قرض کو اتارتے رہے مگر یہ جذبہ شوق تھا جو انہیں کشاں کشاں قادیان لئے چلا آیا۔ آج کے جلسہ میں اگرچہ ویسی صورت نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ غالباً اس جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد بارہ تیرہ ہزار کے لگ بھگ پہنچی ہوگی لیکن جب میں شامل ہوا تھا تو اس وقت یہ تعداد چوبیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اس تعداد میں ہزارہا پاکستانی بھی شریک ہیں جو قادیان اس شوق سے جانا چاہتے تھے کہ میں بھی وہاں موجود ہوں اور اس طرح ہمارے مل بیٹھنے کے سامان ہوں مگر میں نے پہلے ہی وضاحت کر دی تھی کہ میرا وہاں خود اپنے جسم سمیت جانا سر دست ممکن نہیں ہے لیکن ٹیلی ویژن کے ذریعہ انشاء اللہ ہمارا رابطہ ہوگا۔ سو یہ سب دوست وہاں پہنچے ہیں مگر اس غرض سے نہیں کہ ٹیلی ویژن پر مجھے دیکھ سکیں کیونکہ وہ تو وہ گھر بیٹھے بھی دیکھ سکتے تھے۔ اس غرض سے پہنچے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس بستی میں ہونے والے جلسہ میں بنفس نفیس شرکت کر کے وہاں سے برکتیں پائیں اور ایک زائد برکت یہ بھی ہے کہ اس عالمی جلسہ میں وہ مجھے بھی دیکھ رہے ہیں اور آپ کو بھی یہاں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ نے سب دنیا کے احمدیوں کے مل جل کے بیٹھنے کا یہ سامان بنا دیا ہے۔ اہل قادیان کو سب سے پہلے تو میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ:

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو
قدم مسیحؑ کے جس کو بنا چکے ہیں حرم
تم اس زمین کرامت نشاں میں رہتے ہو
خدا نے بخشی ہے "الدار" کی نگہبانی
اسی کے حفظ، اسی کی اماں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو [۳]

یہ بہت ہی ایک مبارک اعزاز ہے جو آپ کو نصیب ہوا ہے۔ اس اعزاز کے ساتھ بہت سی دقتیں اور تکلیفیں بھی وابستہ تھیں اور آج بھی وابستہ ہیں۔ بہت ہی مشقتیں آپ نے وہاں جھیلیں، بہت دکھ اٹھائے۔ غربت کی ماریں بھی پڑیں، طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے مگر ثابت قدمی کے ساتھ تمام دنیا کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ نے بڑی وفاداری کا اظہار فرمایا اور قادیان کی مقدس بستی کی آخر دم تک حفاظت کی اور حفاظت کرتے چلے جا رہے ہیں لیکن در حقیقت آپ حفاظت نہیں کر رہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق بخشی ہے کہ آپ کے نام تاریخ میں ہمیشہ ستاروں کی طرح چمکتے رہیں ورنہ فرشتے اللہ کی اس بستی کے حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ نے آپ کو جو یہ توفیق بخشی ہے تو یہ سعادت ہے جو آپ نے پائی ہے مگر یاد رکھیں قادیان کی بستی جو اینٹ پتھر کی بستی ہے، یہ اینٹ پتھر کی بستی تو بہت پہلے سے وہاں موجود تھی، اس کی اینٹوں میں تو کوئی کیمیاوی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اس کی گلیوں میں تو کوئی ایسے تغیر و تبدل کے آثار ہم نے نہیں دیکھے کہ جن سے معلوم ہو کہ نیک لوگوں کے گذرنے سے یہ اینٹیں بدل چکی ہیں۔ اصل میں اس بستی کے آثار وہ روحانیت اور تقویٰ ہے جنہوں نے ان گلیوں اور ان گھروں میں نشوونما پایا۔ وہ تقویٰ جن سینوں میں نشوونما پاتا رہا اور ان کو رفعتیں بخشتا رہا، وہی دراصل اس بستی کے آثار ہیں جن کی محبت میں لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اور ہر سال قادیان کو دیکھنے کے لئے ترسی ہوئی نگاہیں وہاں پہنچتی ہیں اور سیراب ہوتی ہیں۔ تو آپ نے دراصل جس کی حفاظت کرنی ہے، وہ یہ تقویٰ ہے۔

آپ نے قادیان کے تقویٰ کی حفاظت کرنی ہے۔

بستی کی حفاظت کے سامان تو خدا نے فرما دیئے۔ اس کے فرشتے تو اس کی نگرانی اور حفاظت میں ہمیشہ مستعد رہے اور ہمیشہ مستعد رہیں گے۔ آپ نے جس چیز کی حفاظت کرنی ہے وہ قادیان کا تقویٰ ہے۔ میں آپ کو ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کے پاگلوں میں بھی اتنا شعور ضرور تھا کہ قادیان کی رونق اس کی ظاہری اینٹوں اور مکانوں اور گلیوں میں نہیں بلکہ ان پاک لوگوں میں ہے جو یہاں بسا کرتے تھے۔ جب میں غالباً ۱۹۶۴ء میں قادیان گیا تو حضرت مولانا ذولفقار علی خان صاحب کے ایک صاحبزادے جو پاگل کہلاتے تھے۔ کبھی کبھی بہت پتے کی بات بھی کر دیا کرتے تھے لیکن ایک پاگل کے طور پر بچے ان سے باتیں کیا کرتے اور انہیں چھیڑا کرتے تھے۔ وہ بہت اپنی ذات میں ڈوبے ہوئے انسان تھے۔ کسی کے مذاق کا برا نہیں مناتے تھے۔ اپنے کام سے کام رکھتے تھے، خاموشی سے پھرتے تھے۔ سب بچوں سے پیار سے باتیں کیا کرتے تھے، انکی چھیڑ کا بھی پیار سے جواب دیا کرتے تھے۔ جب میں قادیان گیا تو اس چوک میں جہاں اللہ دتہ صاحب کبابی کی دوکان تھی وہاں وہ مجھے اس تھڑے پہ بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے جہاں اللہ دتہ صاحب کسی زمانہ میں کباب لگایا کرتے تھے۔ ان سے میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور پوچھا کہ میاں عبداللہ کیا حال ہے آپ کا۔ کہنے لگے کیا حال پوچھتے ہو۔ قافلے چلتے رہے بستے رہے، گذرتے رہے۔ یعنی پارٹیشن کا نظارہ ان الفاظ میں بیان کیا۔ پھر میں نے کہا میاں عبداللہ کوئی شعر تو سنایئے۔ انہیں شعروں کا بہت شوق تھا۔ شعر بھی ایسا مناسب حال پڑا کہ میں حیران رہ گیا۔ کہنے لگے:

وفا تجھ سے میری شہرت، نہیں برعکس ہے قصہ
تیری ہستی تو مجھ سے ہے، نہ میں ہوتا نہ تو ہوتی[۴]

پیغام یہ دے رہے تھے کہ قادیان کی شہرت تو ان لوگوں سے تھی جو یہاں بسا کرتے تھے۔ ان مقدس وجودوں سے تھی جنہوں نے یہاں سانس لیا، جن کے قدم اس بستی نے چومے، وہ لوگ تو قافلہ قافلہ چلے گئے۔ اب مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ یہاں کیا حال ہے۔ بہت ہی دردناک کیفیت تھی جس میں انہوں نے یہ شعر پڑھا اور اس شعر نے بہت ہی دردناک کیفیت میرے دل میں پیدا کر دی۔ واقعہ یہی ہے کہ دراصل اہل قادیان کے ذمہ جو بڑی ذمہ داری ہے وہ ان تقویٰ کے آثار کی حفاظت کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ مٹ گئے تو قادیان کی ظاہری بستی انہیں کچھ عطا نہیں کر سکے گی۔ ان کو زندہ رکھنا ان کا فرض ہے کیونکہ اس سے تمام کائنات کی زندگی ہے۔ تقویٰ ہی کے بل پر کائنات زندہ ہے۔ اگر تقویٰ کا وجود غائب ہو جائے تو اس کائنات کو باقی رکھنے کی کوئی وجہ کوئی جواز باقی نہیں رہے گا۔

امراؤالقیس نے اپنے محبوب کے آثار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:

قِفْ بِالدِّيَارِ الَّتِيْ لَمْ يَعْفُهَا الْقِدَمُ
بَلٰى وَغَيَّرَهَا الْاَرْوَاحُ وَ الدِّيَمُ [۵]

تو محبوب کی ان بستیوں کے پاس ذرا ٹھہر جا جنہیں زمانے نے مٹایا تو نہیں البتہ ہواؤں اور بارشوں نے ان کی حالت تبدیل کر دی ہے۔ قادیان کے متعلق مجھے یہی خوف ہے کہ کہیں وہ نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے متقی صحابہؓ نے پیچھے چھوڑے، ان کی حفاظت میں اہل قادیان سے کوئی غفلت اور کوتاہی نہ ہو جائے اور کہیں یہ شعر ان پہ صادق نہ آئے کہ آنے والے اس بستی میں ان لوگوں کو دیکھ کر بہ زبان حال سے کہنے لگیں کہ قِفْ بِالدِّيَارِ الَّتِيْ لَمْ يَعْفُهَا الْقِدَمُ
بَلٰى وَغَيَّرَهَا الْاَرْوَاحُ وَ الدِّيَمُ

اس بستی میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ۔ اگرچہ زمانے نے اس کے نشانوں کو مٹایا تو نہیں مگر چلنے والی ہواؤں اور بارشوں نے ان کی حالت غیر کر رکھی ہے۔ پس اس پہلو سے میں نے آج کے خطاب کے لئے یہ ذکر چنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے صحابہؓ جن کی وجہ سے یہ بستی روشن ہوئی وہ کون تھے؟ کیا تھے؟ اور اسی نسبت سے میں نے ان آیات کی تلاوت کی ہے جو ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی ہیں۔ اس سے پہلے جو تلاوت پیش کی گئی اس میں آپ نے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (الجمعة: ۴،۵)

وہی خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلوں میں پیدا فرمایا لیکن ایسا عجیب انقلاب برپا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی آیات ان پر تلاوت کرنے لگے اور اپنے مطہر وجود سے ان کو پاک کرنے لگے اور علم قرآن بھی دینے لگے اور حکمت قرآن بھی سمجھانے لگے۔ پھر فرمایا کہ آخرین میں بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو اس وجود کے صحابہؓ سے آملیں گے۔ جب بھی خدا چاہے گا ایسا واقعہ ضرور ہو گا۔ اللہ عزیز ہے اور حکمت والا ہے۔ وہ غالب ہے اور عزتوں والا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس کو چاہے گا دے گا۔ وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

آخرین کا اوّلین سے ملنا

یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں، ان کے ذریعہ یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آخرین کا اولین سے ملنا کیسے ہو سکتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اولین کی تعریف فرمائی کہ یہ اولین ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے تو ہم ان سے نہیں مل سکتے۔ یہ تو بہت پہلے گذر چکے۔ ہاں اگر ان کی صفات حسنہ کو ہم اپنا لیں اور ان جیسا بننے کی کوشش کریں تو پھر ہم مل سکتے ہیں، تو محض یہ کہہ دینا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی موعود کے ذریعہ ہمیں ملا دیا کافی نہیں جب تک اولین کی صفات کو اپنے اندر زندہ نہ کریں اور انہیں اپنے وجود میں اس طرح مدغم نہ کر دیں کہ گویا ایک ہی وجود کے دو نام بن چکے ہوں۔ ہمارا روحانی وجود ان کے روحانی وجود میں گم ہو جائے اور گو وقتوں کے لحاظ سے بہت فاصلے ہوں لیکن صفات کے لحاظ سے کوئی فاصلے نہ رہیں۔ یہی ایک صورت ہے جس کے ذریعہ ہم آخرین میں ہوتے ہوئے اولین سے مل سکتے ہیں اور وہ صفات کیا ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کو بھی تو دیکھو جو ان کے ساتھ ہیں۔ کیسے پاک تغیرات اس نے برپا کر دیئے ہیں۔ کیسا کیسا تزکیہ کیا ہے کہ اللہ بڑی شان کے ساتھ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نہیں، ان کے ساتھیوں کو بھی پیش فرما رہا ہے کہ دیکھو دیکھو جو اس کے ساتھ ہیں۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ وہ کفار کے مقابل پر ایک ایسی چٹان ہیں جس میں کفر کا کوئی اثر داخل نہیں ہو سکتا۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ لیکن سخت مزاج لوگ نہیں ہیں۔ آپس میں بہت ہی رحم کرنے والے ہیں۔ ایک جان ہیں۔ ایک وجود ہیں۔ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو چکے ہیں اور اس ایک ہونے کے ساتھ ان کی اجتماعی شکل یہ ظاہر ہوئی ہے کہ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

وہ تمام کے تمام رکوع کرنے والے یعنی خدا کے حضور جھک جانے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں۔ اپنے نفس کو خدا کے حضور مٹی میں ملا دیتے ہیں اور انانیت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رکھتے اور ظاہری طور پر بھی رکوع اور سجدے کرتے ہیں۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

وہ اللہ سے ہی فضل چاہتے ہیں اور اللہ ہی سے اسکی رضا جوئی کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ان کی تورات میں یہ مثال بیان ہوئی ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے ساتھی کیا ہیں اور روز آخر میں یعنی مسیحی دور میں وہ کس شکل میں ظاہر ہونگے۔ وہ بیان کرتے ہوئے فرمایا وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ اور انہی کی ایک مثال انجیل میں ہے۔ جو اولین طور پر حضرت محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھیوں پر صادق آتی ہے مگر انجیل میں مثال ہونے کی بناء پر عیسوی دور سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ اس دَور سے بھی تعلق رکھتی ہے جس میں مسیح علیہ السلام نے ظہور کرنا تھا، چنانچہ فرمایا

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

ایک ایسی کونپل کی طرح ہیں، ایک ایسی روئیدگی اور کھیتی کی طرح ہیں جو زمین سے سبزی اگائے۔ پھر اسے مضبوط کردے پھر وہ بہت تنومند ہوجائے۔ یہاں تک خود اپنے ڈنٹھل پر خود اپنے قدموں پر اپنی ذات پر کھڑی ہوجائے۔ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ وہ لوگ جنہوں نے یہ کھیتی لگائی ہو وہ اسے بہت پسند کریں لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تاکہ کفار اسے دیکھ کر غیض کھائیں اور ان کی کچھ پیش نہ جائے۔ وہ کفار کے غیض و غضب کی آنکھوں کے سامنے نشونما پاتی ہوئی بڑھتی چلی جائے اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے۔ اور ان کی کچھ پیش نہ جائے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالحہ بجالائے۔ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۰﴾ کہ اللہ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا اور انہیں بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔ پس آیئے دیکھئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح وہ لوگ پیدا کئے جو ان مثالوں پر پورے اترے۔ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانوں کی یاد تازہ کردی۔ جنہوں نے اپنے تمام تر وجود، اپنی تمام تر خواہشات، اپنی تمام تر امنگیں، خدا کے حضور قربان کردیں۔ خدا ہی کے ہو رہے اور اس کے سوا انہوں نے اپنے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضوان بخشی اور وہ دنیا میں بھی خیر پانے والے بنے اور آخرت میں بھی خیر پانے والے بنے۔ وہ کچھ لوگ تھے جو مسیح موعودؑ نے پیدا فرمائے۔ اہل قادیان کو اس ذکر کو زندہ رکھنا چاہئے اور قادیان کے حوالہ سے تمام جماعت احمدیہ کو انکے ذکر کو زندہ رکھنا چاہئے۔ اگر ہم اولین سے ملنا چاہتے ہیں اور اگر ہم وہ آخرین ہو کر جو چودہ سو سال دور پڑے ہیں پھر بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ملنا چاہتے ہیں، ان کے زمرے میں شمار ہونے کی تمنا رکھتے ہیں تو یہ نمونے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا فرمائے ہیں۔ ان نمونوں کا ذکر اپنی مجلسوں میں چلایا کریں۔ ان نمونوں کے ذکر کو غور اور توجہ سے سن کر اپنے دلوں میں وہ پاک کیفیات پیدا کریں جو اس ذکر سے ضرور پیدا ہوا کرتی ہیں۔ خدا کے پیارے بندوں کا ذکر کبھی خالی نہیں جاتا۔ یہ حیرت انگیز پاک تبدیلیاں دلوں میں اور سینوں میں پیدا کرتا ہے۔ پس اسی نیت سے کہ ان بزرگوں کے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوش نصیب صحابہؓ

ذکر کی کچھ یاد تازہ ہو اور قادیان کی گلیوں میں یہ ذکر گھومے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند خوش نصیب صحابہؓ کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ وہ ذکر ہے جو مختصر ہوگا لیکن وہ لوگ جو تاریخ احمدیت سے واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ محض نام سے ہی بہت کچھ جان جائیں گے۔ محض ایک نام سے ہی ان کے ذہن میں بہت سی تصویریں جاگ اٹھیں گی۔ اور وہ اپنے تصور میں دیکھیں گے کہ وہ کون لوگ تھے اور کیسے کیسے قادیان کی گلیوں میں گھوما کرتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ تھے وہ جیسا کہ نام تھا ویسی ہی پاک صفات کے حامل تھے یعنی نورالدین نام تھا اور نورالدین ہی آپکی صفات حسنہ تھیں اور انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو یاد فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نور دین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

یہاں نور دین کا کیسا عمدہ استعمال فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے آپ کے نام کو بھی پیش کردیا اور آپکی صفات کو بھی پیش کردیا اور تمام احمدیوں کے سامنے یہ صلائے عام دی، ان سب کو یہ دعوت عام دی کہ تم چاہو تو تم بھی نور دین بن سکتے ہو۔ یہ ایسا وجود نہیں ہے کہ جس نے نور دین پر کلیۃً قبضہ جما رکھا ہے اور کوئی پا نہیں سکتا بلکہ خدا کا نور تو سینہ بہ سینہ روشن ہوتا چلا جاتا ہے اور پہلے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ پس فرمایا کہ چہ خوش بودے۔ کیسا ہی اچھا ہو کہ امت محمدیہ میں سے ہر شخص نور دینؓ بن جائے اور یہی ہوجائے اگر ہر دل یقین کے نور سے پر ہو جس طرح کہ حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کا دل یقین سے پر تھا۔ آپ نے قادیان میں رہتے ہوئے روحانی شفا کے بھی انتظام فرمائے اور جسمانی شفا کے لئے بھی آپ نے اپنی زندگی وقف رکھی۔ بیک وقت دونوں شفائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں۔ ایک شفا آپ کا دل بخشتا تھا اور آپکی دعائیں بخشتی تھیں اور دوسری شفا دل کی امنگوں اور دعاؤں کے ساتھ آپ کے دست عیسوی میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی تھی۔ جس میں حیرت انگیز طور پر شفا کی شان پائی جاتی تھی اور عملاً ایسا ہوتا تھا۔ بسااوقات ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مردے زندہ ہوگئے ہوں۔ پھر حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی ہیں۔ آپ نے بھی کم و بیش انہی صفات سے حصہ پایا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں جن کی تلاوت کو سنتے ہوئے لگتا تھا کہ جیسے عرش سے خدا زمین پر اتر آیا ہے اور دلوں پر ایک لرزہ طاری ہوجایا کرتا تھا۔ وہ لوگ جنہوں نے آپکی تلاوت سنی ہے وہ بیان کرتے ہیں اور میں نے خود ان سے سنا جنہوں نے اس تلاوت کو سنا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جیسی تلاوت کبھی نہ سنی گئی۔ حیرت انگیز طور پر اس میں شیرینی بھی تھی اور غم کا اثر بھی تھا۔ تلفظ کی درستی بھی تھی اور ایک ایسا ترنم تھا جسکی مثال شاذ ہی دنیا میں کہیں پائی جاتی ہو اور یہ ساری کیفیات ایک متقی دل سے بخارات کی طرح اٹھتی تھیں اور متقی دلوں پر خدا کے فضل اور رحمتیں اور اسکے عرفان برسایا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تلاوت بہت پسند تھی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے خود مولوی صاحب کو آگے کھڑا کردیا کرتے تھے پھر وہ بہت سے بزرگ ہیں جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور ان کا تعارف کروایا۔ اگرچہ ایسے صحابہ تو بہت کثرت سے ہیں کہ جن کا ذکر چلے تو ختم ہونے میں نہ آئے۔ لیکن وقت کی رعایت سے میں نے بعض ایسے صحابہ کی فہرست اپنے سامنے رکھی ہے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تعارف کی عزت بخشی۔ حضرت مولوی غلام قادر صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ، حضرت محمد احسن امروہی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ، میاں عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ، منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ، مولوی محمد یوسف سنوری صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ، بابو کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت میراں بخش صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت حافظ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قادیان کی گلیوں میں گھومتے پھرتے رہے۔ قادیان کی گلیوں میں انہوں نے سانس لئے، قادیان کی گلیوں میں اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انکی یاد کو ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا اور ان سے ایسے پیار کے سلوک فرمائے کہ وہ لوگ جو ان سے ملتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے فیض ان سے پایا کرتے تھے۔ وہ ان سے دعائیں کرواتے اور دعاؤں کا پھل کھاتے اور انکے ذریعہ دعائیں کرنے کے سلیقے معلوم کرتے تھے اور دعائیں کرنا سیکھتے تھے اور براہ راست اللہ کے فضل سے سمجھدار ہوتے گئے۔ ایک بہت بڑی نسل تابعین کی ایسی ہے جو ان کی تربیت میں پل کر جوان ہوئی اور ان میں سے اللہ کے فضل سے بھاری اکثریت خود ثمردار ہوگئی۔ پس ایسے اشجار تھے جنہوں نے آگے شریں پھل پیدا کرنے والے اشجار پیدا کئے۔ بہت سے ایسے صحابہؓ تھے جن کو ہم نے خود قادیان کی گلیوں میں گھومتے پھرتے دیکھا ہے۔ چند ایسے صحابہؓ کے ذکر اور ان کی بعض صفات کو میں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اہل قادیان کو یاد رہے کہ وہ کونسا قادیان ہے جس کی انہوں نے حفاظت کرنی ہے۔ وہ کونسا قادیان ہے جس کی یادیں

انہوں نے زندہ رکھنی ہیں۔ وہ کونسا قادیان ہے جس کو دیکھنے کے لئے دور دور سے خدا تعالیٰ کی مخلوق کشاں کشاں وہاں چلی آتی ہے۔ بہت کچھ خرچ کرکے مشقتیں اٹھاکر کس قادیان کی محبت میں لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ اہل قادیان کو، درویشان قادیان کو یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو تحریر فرماتے ہیں کہ "میری طبیعت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ مجھ کو اس کی تمام مخلوق سے محبت ہے اور پھر کسی سے ایسی محبت نہیں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے بھلادے۔" کیسی پیاری بات ہے۔ کیسا پیارا خمیر ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت نے روشن فرمادیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق سے محبت ہے لیکن کوئی ایسی محبت نہیں ہے جو خدا کی محبت میں حائل ہوسکے۔ ہر دوسری محبت کو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ پر قربان کرنے پہ تیار بیٹھا ہوں۔ "فالحمد للہ علی ذلک"۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد کرتا ہوں اس بات پر۔ "اس لئے اگر میں بیوی سے محبت کرتا ہوں تو اس لئے نہیں کہ وہ میری بیوی ہے بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مجبور کیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی میری خیر خواہی بالکل بےلوث ہے۔ میں ہمیشہ اپنے سے کم سے کم درجہ کے متعلق ہر نماز میں دعا کرتا ہوں حتیٰ کہ خاکروبوں کے لئے بھی اور اسکے بیوی بچوں کے لئے بھی۔ اس سے بھی تم کو میری ہمدردی کا پتہ چل سکتا ہے" [٦]۔

پس وہ پاک صحابہؓ جن نشانات کو اپنے دلوں میں زندہ لئے پھرتے تھے وہ یہ نشانات تھے۔ یہ قادیان ہے جس کی محبت میں اللہ تعالیٰ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق کو وہاں ہر طرف سے کھینچ کر اکٹھے کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیان کی اس شان کو آپ زندہ رکھیں گے تو پھر ان کے آنے کے مقصد حقیقتاً پورے ہونگے۔ جو دور دور سے قادیان ایسے نشانات کو دیکھنے آتے ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی ذاتوں میں ملتا ہے۔

ہزارہ اور شمالی کشمیر کے قبائل حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کے خاندان کے پیرو تھے۔ حضرت مولوی صاحب کا ان قبائل میں بڑا مرتبہ شمار ہوتا تھا۔ آپ نے حق پہچان لیا اور سب کچھ ترک کرکے ہزارہ جیسی سنگلاخ زمین میں قبول حق کا اعلان کر دیا۔ ان دنوں میں آپ پشاور میں ایک سو روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم تھے۔ سب کچھ تج کے قادیان چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اپنے آپ کو سرتاپا مکمل پیش کر دیا۔ اس زمانے میں جو زیادہ سے زیادہ مشاہرہ جو مقرر ہوسکتا تھا وہ چودہ پندرہ روپے تھے اور اسی پر آپ نے ہمیشہ گذارہ کیا اور ہم ان کو قادیان کی گلیوں میں اس طرح چلتے پھرتے دیکھتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ خدا کی کوئی الگ ہی مخلوق پھر رہی ہے۔ عام انسانوں سے ایک الگ شان ان میں پائی جاتی تھی۔ نماز پڑھنے کا بے حد شوق تھا اور قرات کے بہت بڑے ماہر تھے اور اس بات کو بھول جایا کرتے تھے کہ مقتدیوں میں کچھ کمزور بھی ہونگے۔ بچے اور بوڑھے بھی ہونگے۔ بعض دفعہ اتنی لمبی نماز پڑھایا کرتے تھے کہ واقعتاً پیچھے بعض لوگوں کے پسینے چھوٹ جایا کرتے تھے اور بچے یہ معلوم کرکے کہ حضرت مصلح موعودؓ بیمار ہیں، بھاگ بھاگ کر مسجد اقصیٰ جایا کرتے تھے کہ وہاں جاکر نماز پڑھ لیں گے۔ لیکن اس وقت ہمیں اس بات کا شعور نہیں تھا کہ حضرت مولوی صاحب جو نماز میں دیر لگاتے تھے اور باقیوں کے حال سے غافل ہوتے تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ خود اپنے حال سے غافل ہوجایا کرتے تھے۔ وہ کیفیت ہی نہیں رہتی تھی کہ کچھ یاد رہے۔ قرآن کریم سے ایسا عشق تھا کہ اس کے لفظ لفظ میں ڈوب جایا کرتے تھے اور پھر ہوش نہیں رہتی تھی کہ میں کتنی دیر لگا رہا ہوں چنانچہ ایک دفعہ کسی نے آپ سے شکایت کی کہ حضرت مولوی صاحب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سجدہ میں تین دفعہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تین سو مرتبہ تو نہیں فرمائی۔ آپ کیوں اتنی دفعہ پڑھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا خدا کی قسم میں تو صرف تین دفعہ پڑھتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان کی کیا کیفیت تھی۔ ایک "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھتے ہوئے پتہ نہیں کتنے مضامین میں ڈوب کر کتنی رفعتوں پر پہنچ کر لوٹا کرتے تھے جب تک وہ واپس زمین پر اترتے تھے۔ دوسرا سبحان اللہ شروع ہوجاتا تھا کہ بعض دفعہ ایک ایک سجدہ اتنا لمبا ہوتا تھا کہ بچے بڑے سب تھک جایا کرتے تھے لیکن مجبور تھے اس امام کے پیچھے لگنا ایک بےاختیاری کی کیفیت تھی۔ بہرحال ہم نے مولوی صاحب کو ان گلیوں میں چلتے پھرتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے تفسیر القرآن کی سعادت عطا فرمائی تھی، گویا آسمان سے ایک تحفہ اترا تھا اور انہیں قرآن کا شعور نصیب تھا۔ ان کی تفسیر سروری پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں بڑے ہی گہرے نکات ہیں اور نکات کی صورت میں بہت سی باتوں کو اکٹھا کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر حضرت مولوی شیر علی صاحب تھے۔ ہر رنگ کے پھول اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا یہ حال تھا کہ بہت مختصر خطبہ دیتے اور بہت مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے اور سادہ سیدھے مزاج کے انسان۔ فرشتہ صورت، فرشتہ سیرت، کم گو اور جہاں تک نماز پڑھانے کا تعلق تھا بہت مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے لیکن جہاں تک اپنی نماز کا تعلق تھا کہ بعض دفعہ ساتھ کھڑے ہوکر سنتیں بھی پڑھیں، وتر بھی پڑھے اور حضرت مولوی صاحبؓ ابھی پہلی رکعت میں ہی کھڑے ہیں اور ان کے رکوع سے پہلے میں اپنی ساری نماز ختم کرلیا کرتا تھا اور ان کے ہلکے ہلکے پڑھنے کی آواز کانوں میں آیا کرتی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم۔ اھدنا الصراط المستقیم پر اس طرح اٹک جایا کرتے تھے جیسے ریکارڈ کی سوئی اٹک جائے اور اتنا پڑھتے تھے کہ گویا ابھی تسلی نہیں ہوئی کہ اے خدا میں صراط مستقیم مانگ رہا ہوں، صراط مستقیم مانگ رہا ہوں، کہتے چلے جاتے تھے۔ جب میں احمدیہ ہوسٹل میں پڑھائی کی غرض سے رہائش پذیر تھا، وہاں ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں لاہور آکر ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ انہیں نماز میں کچھ دیر ہوگئی اور ایسے وقت میں پہنچے کہ سنتیں نہیں پڑھ سکے۔ نماز کے بعد سنتیں شروع کیں اور سورج نکل آیا اور سنتیں جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحبؓ سورج تو نکل آیا ہے اور سورج نکلنے پر تو نماز منع ہے۔ فرمانے لگے کہ کسے ہوش ہے کہ سورج نکل آیا ہے، کسے پتہ ہے۔ میں تو بس حاضر ہوگیا پھر مجھے نہیں پتہ کیا ہوا۔ زمین گھومتی رہتی ہے۔ سورج نکلتے رہتے ہیں، مجھے اس سے کیا غرض۔ بہت سادہ مزاج، بے حد بزرگ صورت، بزرگ سیرت اور قرآن کریم کا ایسا علم اور انگریزی پر اس سادگی کے باوجود ایسا عبور تھا کہ کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس سادہ لوح انسان کو زبان انگریزی کا گہرا علم ہے۔ اتنے قابل طالب علم تھے کہ جب آپ نے لاہور میں بی۔ اے پاس کیا ہے تو حکومت کی طرف سے انہیں ڈپٹی کمشنر بنانے کی پیش کش کی گئی لیکن ڈپٹی کمشنر کے عہدے کو انہوں نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ایک طرف کر دیا اور قادیان وقف کرکے حاضر ہوگئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو فیض آپ نے پایا وہ مدتوں تک کئی نسلوں نے آپ سے پایا۔ بہت ہی پیار کرنے والا، مزاج بہت ہی سادہ اور منکسر المزاج۔ جلسوں میں اور مسجدوں میں حاضر ہوتے تھے تو اکثر جوتیوں میں ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ ہمیشہ جوتیوں میں ہی کیوں بیٹھتے ہیں تو یہی جواب دیا کہ ہم نے سعادتیں پانے والوں کو جوتیوں میں ہی بیٹھتے دیکھا ہے، جوتیوں سے ہی سعادتیں ملا کرتی ہیں۔

اس شان کے بزرگ ان گلیوں میں پھرا کرتے تھے، سلام کرنے میں پہل کرنے والے، بڑے ہوکر چھوٹوں کا ادب کرنے والے، جب بھی دعا کا کہا فوراً اسی وقت دعا کی اور کسی اور سے، کسی اور کام سے غرض نہیں تھی۔ صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے مسیح علیہ السلام سے محبت تھی جو انکی زندگی کی خو تھی اور زندگی کا سہارا چل رہا تھا۔ قرآن کریم کے علم اور انگریزی زبان پر عبور کا یہ عالم ہے کہ آج تک اہل علم اور مبصرین یہ کہتے ہیں کہ مولوی شیر علیؓ سے بہتر قرآن شریف کا ترجمہ کسی کو کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ بہت لوگوں نے بعد میں بھی بہت زور مارے ہیں لیکن مولوی شیر علیؓ کے ترجمہ کا مقابلہ نہیں کرسکے۔ اللہ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ عجیب عجیب اللہ کی محبت میں تراشے ہوئے موتی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے بہت خوبصورت بن کے چمکے۔ ان کے تمام باطنی حسن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نور سے روشنی پائے ہوئے ایسے بھڑک اٹھے تھے کہ ایک ایک وجود مجسم نور بن چکا تھا۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ تھے جو سکھوں سے احمدی ہوئے تھے اور بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ تھے جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے تھے۔ یعنی سکھوں میں سے احمدی مسلمان اور ہندوؤں میں سے احمدی مسلمان۔ جن لوگوں نے انہیں دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے عجیب رنگ تھے ایک بھائی عبدالرحیم صاحبؓ تھے جو عارف باللہ، کم گو لیکن بہت ہی دعا گو اور صاحب کشف والہام۔ بہت سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان سے فیض پایا کرتے تھے۔ اور یقین نہیں آتا تھا کہ اتنا حیرت انگیز انقلاب کیسے برپا ہوگیا۔ ان کے رشتہ دار سکھوں کی زندگی کے اطوار بالکل مختلف تھے۔ اور ان میں سے یہ وجود نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور بن کر چمک اٹھا۔ پھر بھائی عبدالرحمٰن

قادیانیؓ مشرک ہندوؤں میں سے آئے جو بے حد شرک کرنے والے اور آکر ان کے ایسے رنگ تبدیل ہوئے ہیں کہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایک مشرک قوم سے نکل کر آئے ہیں۔ کوئی ریا نہیں۔ کوئی تکبر نہیں۔ کسی قسم کی اپنے نفس کی بڑائی نہیں تھی۔ بے حد منکسر المزاج جھک کر ملنے والے، ہر ایک کو پہلے سلام کرنے والے۔ ان سے صرف ایک بات کا ڈر لگا کرتا تھا کہ جب بھی ملتے تھے زبردستی دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا کرتے تھے اور بسا اوقات آنکھوں میں آنسو جھلملاتے تھے۔ مجھے اس سے ہمیشہ شرمندگی ہوتی تھی اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ حضرت مصلح موعودؓ کے سب بچوں سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر اولاد سے بھی۔ ہم بہت شرمندہ ہوتے تھے کہ یہ کیوں ایسا کرتے ہیں مگر وہ ہماری وجہ سے نہیں وہ مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے کرتے تھے۔ ایسا عشق تھا کہ جس وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خون دوڑتے ہوئے دیکھتے تھے، اس پر بھی عاشق ہو جایا کرتے تھے۔ بہت کم دنیا نے ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے اور انکے اشاروں پر جان فدا کرنے والے وجود تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورداسپور سفر کے دوران ایک مقدمہ کے سلسلہ میں منشی کرم علی صاحب کی بہت ضرورت پیش آئی اور ایک دن بیچ میں باقی تھا۔ لگتا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ مولوی کرم علی صاحب کو گورداسپور وقت مقررہ پر پہنچایا جاسکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ ایک دفعہ، دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ اور صحابہؓ اگرچہ سارے فدائی تھے مگر وہ سوچ نہیں سکتے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس زمانے میں یکے پکڑ کر بٹالے جانا، وہاں سے پھر گاڑی لینا، پھر گوجرانوالہ جاکر انہیں تلاش کرنا۔ پھر انہیں لے کر وقت پر گاڑی پر پہنچانا۔ یہ اتنا لمبا بکھیڑا تھا کہ ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے بے چارے باوجود خواہش کے خاموش رہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تو آسمانی زبان میں بات کرتے تھے۔ بے وجہ تکرار نہیں فرما رہے تھے۔ چنانچہ بھائی عبدالرحمٰنؓ قادیانی اس موقع پر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے الفاظ میں ہی سنیئے۔ وہ لکھتے ہیں "میں ابھی بچوں میں ہی شمار ہوا کرتا تھا (کیونکہ انہیں بہت چھوٹی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور وہاں بچہ ہی سمجھے جاتے تھے کہ ہندوؤں میں سے ایک بچہ آیا ہے)۔ حضور کا فرمان بار بار کان میں پڑا اور دل کے اندر تک گڑھتا چلا گیا۔ بزرگوں اور دوستوں کا جواب بھی سنا۔ میں اس پر غور میں مصروف تھا۔ آخر تیسری مرتبہ جب حضور نے شدت ضرورت کا اظہار فرمایا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات میرے دل میں ڈال کر مجھے انشراح بخش دیا تھا میں نے جرات کی اور کھڑے ہو کر عرض کیا۔ حضور! منشی کرم علی صاحب پہنچ سکتے ہیں مگر بعد دوپہر پہنچیں گے۔ میرا کھڑا ہو کر حضور کا لفظ زبان پر لانا تھا کہ حضرت جو شائد مجھے پہلے ہی دیکھ رہے تھے، میری طرف متوجہ ہو گئے اور ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ فرمایا! ہاں میاں عبدالرحمٰن! بیان کرو وہ کیسے آسکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میں ابھی بٹالہ چلا جاؤں گا۔ وہاں سے یکہ مل گیا تو بہتر ورنہ کوشش کروں گا کہ راتوں رات امرتسر پہنچ کر وہاں سے صبح کی نماز کے قریب لاہور اور گوجرانوالہ کو جانے والی گاڑی پر گوجرانوالہ ۸ بجے پہنچ جاؤں گا۔ (یکہ مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ سے مراد یہ تھی کہ پیدل ہی دوڑا جاؤں گا) جیسے بھی ہو سکا انہیں لے کر گورداسپور حاضر ہو جاؤں گا۔ میرا یہ بیان سن کر حضور علیہ السلام بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا "رات کا وقت ہے، اکیلے جانا مناسب نہیں۔ میاں فتح محمد! آپ میاں عبدالرحمٰن کے ساتھ چلے جائیں۔ امرتسر سے آپ لوٹ آئیں۔ میاں عبدالرحمٰن آگے اکیلے چلے جائیں گے۔ ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ حضور مجلس میں سے اٹھ کر نیچے تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس تشریف لا کر مٹھی بھر روپے میرے ہاتھ میں دیئے اور فرمایا جاؤ اللہ حافظ۔ ہم گورداسپور میں کل آپ کا انتظار کریں گے" یعنی کامل یقین تھا کہ ضرور ایسا ہوگا۔ "ہم نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھ کر رخصت ہوئے"۔ یہ بھی بہت ہی فصیح و بلیغ کلام ہے۔ دست مبارک کو بوسہ دیا اور وہ بوسہ آنکھوں پر رکھ کر بھاگتے دوڑتے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچے (بھاگتے دوڑتے ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچنا بہت بڑی بات تھی کیونکہ بٹالہ ۱۲ میل کے فاصلہ پر تھا اور بہت کوشش کی ہوگی) یکہ بانوں سے بات چیت کی اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا، ایک یکہ بان جو امرتسر کا ہی تھا، اتفاقاً مل گیا، اس سے کرایہ طے کر کے اسے تیاری کے لئے کہا اور خود عشاء کی نماز میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں وہ تیار ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ (الزخرف - ۱۴) پڑھتے ہوئے امرتسر کو روانہ ہوئے۔ رات اندھیری تھی اور علاقہ خطرناک عموماً چوری، ڈاکے کی وارداتیں ہوا کرتی تھیں۔ یکہ بان آگے اور ہم دونوں پیچھے پیٹھ جوڑ کر دائیں بائیں ہوشیار اور چوکس چلتے چلے گئے۔ راستے میں دو جگہ خطرہ معلوم ہوا۔ دائیں بائیں سے ظلماتی آدمی اٹھے اور بڑھے مگر ہم تینوں خدا کے فضل سے چوکس تھے، گھوڑا گاڑی خاصی تیز تھی، ہم تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ اس طرح بخیریت امرتسر کے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ خدا کا شکر کیا۔ میں ٹکٹ لے کر اندر چلا گیا اور چودھری صاحب محترم یکہ بان کے ساتھ شہر کو۔ تھوڑی دیر میں گاڑی آئی اور میں بیٹھ کر قرآنی دعا پڑھتا ہوا لاہور اور لاہور سے گوجرانوالہ پہنچا۔ گاڑی سے اتر کر دوڑتا ہوا شہر تک گیا۔ منشی صاحب کا پتہ جس مکان کا تھا وہاں گیا مگر جواب ملا کہ وہ تو صبح ہی چلے گئے ہیں۔ کہاں گئے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں ایک دوسرے مکان کا پتہ دیا گیا۔ مارے مارے وہاں پہنچے مگر افسوس منشی صاحب وہاں بھی نہ ملے۔ لوٹ کر پہلے مکان پر آئے۔ ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ پھر وہ لمبانوالی چلے گئے ہوں گے۔ وہ کہاں ہے، کیونکر پہنچوں؟ گھر والوں نے جواب دیا وزیر آباد یا گکھڑ کو جانے والے یکہ یا گاڑی میں بیٹھ کر راہوالی کے برابر اتر جانا۔ وہاں سے سیدھا راستہ لمبانوالی کو جاتا ہے۔ نام بھی "لمبانوالی" شاید اسی لئے تھا کہ اتنا لمبا راستہ تھا۔ یہ مقام گوجرانوالہ سے قریباً چار میل ہوگا۔ کہتے ہیں میں نے اس کی بات سنی اور یکوں کے اڈہ کو دوڑا۔ ایک یکہ سواریاں لے کر چل نکلا تھا۔ میں نے اسے کہا فلاں مقام تک مجھے بھی لے چلو۔ اس نے کہا سب سواریاں پوری ہو چکی ہیں۔ میں نے اسے کچھ پیسے کی لالچ دی اور کہا کہ میں اس پٹڑی پر کھڑا ہو جاؤں گا۔ چنانچہ پیسے کے لالچ میں آکر اس نے مجھے پٹڑی پر کھڑا ہونے کی اجازت دے دی۔ اور میں اسی طرح لٹکا ہوا سوار ہو کر راہوالی کی طرف روانہ ہوا۔ راہوالی پہنچا۔ یکے سے اتر کر پیسے اسکے حوالہ کئے۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ زمین لپٹتی گئی۔ وقت بھی تھما رہا۔ میں گاؤں پہنچا۔ منشی صاحب کے مکان پر پہنچ کر آواز دی۔ آواز پہچان کر ننگے سر اور ننگے پاؤں دروازے پر آئے۔ میں نے جلدی میں مقصد عرض کیا اور فوراً آجانے کو کہا۔ صد ہزار شاباش اور دین و دنیا میں بھلا ہو۔ اس خوش نصیب انسان پر فوراً نکل آئے اور میرے ساتھ گوجرانوالہ اسٹیشن کو دوڑنے لگے۔ ہم دوڑے اور خوب دوڑے۔ واپسی پر منشی صاحب ایک پگڈنڈی کے راستے سیدھے اسٹیشن گوجرانوالہ کو آئے۔ ادھر ہم پہنچے، ادھر گاڑی آگئی۔ جلدی سے ٹکٹ لئے اور خدا کا شکر بجالاتے ہوئے گورداسپور روانہ ہو گئے۔ جہاں پر خدا کا اولوالعزم نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہمارا انتظار میں تھا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ۔ کہ یہ مہم محض خدا کے فضل سے سر ہوئی اور حضرت اقدس کے حضور سرخروئی نصیب ہوئی۔ اور حضور علیہ السلام تبسم فرماتے ہوئے جزاک اللہ۔ جزاک اللہ فرماتے رہے اور دعائیں دیتے رہے" [۷]۔ پس یہ تھے اطاعت شعار، قادیان کے وہ روشن نشان، جن سے قادیان کی بستی جگمگا رہی تھی۔

قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہؓ کے ذکر میں یہ بھی فرمایا ہے

سِیۡمَاہُمۡ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ

کہ انکی سچائی کی نشانیاں ان کے سجدوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ انہیں اور کس دلیل کی حاجت ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ بھی خدا تعالیٰ سے اور پرانے اولین دور کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق سے ان نشانیوں کے ذریعے ملے ہیں۔ وہ ایسا ملنا نہیں جیسے زبان سے کہہ دیا ہم ان سے مل گئے۔ خدا نے کہہ دیا ہے۔ وہ تمام علامتیں ان میں دوبارہ پیدا ہوئی ہیں جس طرح اولین دور میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور ان نشانات کی صداقت کی ایک دنیا نے گواہی دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی مولوی خیرالدین سیکھوانیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباحثات اور مناظرات حکماً بند کر دیئے۔ ان دنوں مخالف مولوی صاحبان "ہرسیاں" میں آئے اور مناظرے کا چیلنج دیا۔ مولوی خیرالدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مولوی فتح الدین صاحب کو دھرم کوٹ سے بلالیا۔ کیونکہ مولوی فتح الدین صاحب اچھے صاحب علم تھے اور اچھا مناظرے کا فن جانتے تھے۔ سیکھواں سے بھی احمدی دوستوں کو بلالیا۔ اور اپنے بڑے بھائی جمال الدین کو حضور اقدس کی خدمت میں اجازت برائے مناظرہ روانہ کیا۔ ہم سب وہاں جمع ہو کر حضور کی اجازت کا انتظار کرتے رہے۔ فریق مخالف نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا اور بہت سے پیغام بھیج رہے تھے کہ جلدی ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔

مولوی خیرالدین صاحبؓ نے جواب دیا کہ جب تک قادیان سے اجازت نہ آوے ہم قطعاً مناظرہ نہیں کریں گے۔ اس پر مخالفین نے خوشی کے ترانے گانے شروع کر دیئے۔ نمبرداران کے پاس آیا اور کہا کہ دیکھو بہت رسوائی ہورہی ہے، بہت بدنامی ہورہی ہے۔ یا تو تم مناظرہ مانو یا میں ان کو یہاں سے کسی طریقے سے رخصت کروں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا تو ایک پیر و مرشد ہے اسکی اجازت کے بغیر تو ہم کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ ہمیں مناظرے کا کوئی خوف نہیں۔ مگر اجازت نہیں ہے۔ جب تک اجازت نہ آئے ہم ایسا نہیں کریں گے۔ اتنے میں پیغامبر واپس آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مناظرے کی اجازت نہیں دی۔ مناظروں کے نتیجہ میں فائدہ کم ہوتا تھا اور مولوی شرارت بہت کرتا تھا۔ کذب بہت اچھالتا تھا۔ جس سے احمدیوں کو بڑی گہری روحانی اذیت پہنچتی تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مناظرے بند فرمادیئے۔ لیکن یہ سننا تھا کہ وہاں قیامت کا گند برپا ہوگیا۔ اس قدر گالیاں دی گئیں۔ اس قدر گند بکا گیا۔ اس فتح کی خوشی میں شادیانے بجانے لگے۔ سوائے اس کے کہ ہمارا دل خون ہو اور کچھ بھی نہیں کرسکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ جمعہ کے دن ہرسیاں سے ایک جماعت قادیان صبح گئی۔ ہم نے حیرت سے ان سے پوچھا کہ تم نے تو ظاہری طور پر ہماری شکست کے شادیانے بجائے تھے، تم یہاں کیا کرنے آگئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے آپکے چہروں کو بھی دیکھا اور ان کے چہروں کو بھی دیکھا۔ وہاں ہمیں سوائے ضلالت اور گمراہی کے کچھ نظر نہ آیا اور آپ کے چہرے پر ہم نے خدا کا نور دیکھا۔ صداقت کے نشان دیکھے۔ پس ہمارے دلوں نے ہمیں مجبور کردیا کہ جو آنکھوں نے دیکھا ہے، وہ مانیں اور ہم بھی کشاں کشاں یہاں بیعت کے لئے حاضر ہوگئے ہیں۔ [۸]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کے حق میں بھی قرآن کریم کی یہ گواہی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

اوّلین دور کے تابعین

قادیان کے دوسرے دور میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ و ناظر اعلیٰ قادیان خود بھی بہت پاک نمونہ رکھنے والے تھے۔ صحابہؓ کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ کا قادیان کے ہندو سکھوں پر اتنا اثر تھا کہ باوجود اسکے کہ قادیان کی بستی میں احمدیوں کی تعداد بہت معمولی سی تھی۔ پھر بھی ان پر اعتماد کی وجہ سے انکو قادیان کی کونسل کا چیئرمین منتخب کرلیا گیا تھا۔ بڑا وقار تھا۔ بڑی عزت تھی۔ اور حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب جن کو جٹ کہا جاتا تھا، ان کے نیک اثر کے نتیجے میں قادیان کی جو باقی آبادی تھی، خدا کے فضل سے قادیان کے درویشوں کے بہت قریب آئی اور انکی ہمیشہ عزت کرتی رہی۔

خلفاء کے دور میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ لوگ تھے، انکا فیض براہ راست بھی جاری رہا۔ ان کی تربیت پانے والے تابعین پر بھی ان کے پاک اثرات نیک صفتوں کی صورت میں رونما ہوئے۔ ان کے نتیجے میں بہت سے حسن سیرت والے نئے وجود تراش دیئے۔ اور بڑی کثرت سے ہم نے وہاں اولین تابعین کو بھی صحابہ کے رنگ میں رنگین پایا۔ ایک لمبے عرصہ تک ایسا پاک نمونہ قادیان میں اپنے جلوے دکھاتا تھا۔ بعض دفعہ بعض غیر اور بعض متشدد مخالف بھی قادیان آکر حیرت کے ساتھ اس بستی کو دیکھتے تھے اور یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوجایا کرتے تھے کہ قرون اولیٰ کے رنگ کسی میں دیکھنے ہوں تو قادیان آکر دیکھے۔ حتیٰ کہ علامہ اقبال نے بھی جنہوں نے بہت مخالفت کی ایک موقعہ پر یہ بیان دیا کہ اگر کسی نے اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہو تو وہ قادیان آکر دیکھے۔ ۱۹۱۳ء میں ایک جرنلسٹ وہاں تشریف لائے۔ ان کا نام محمد اسلم تھا۔ قادیان کچھ دن ٹھہر کر وہ واپس گئے۔ قادیان کے تاثرات لکھتے ہوئے وہ قلمطراز ہیں۔ "عام طور پر قادیان کے احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت قادیان میں دیکھی۔ کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جسے مسجد مبارک کہا جاتا ہے۔ میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو بلا تمیز بڑے، چھوٹے میں نے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور اسکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ حتیٰ کہ احمدی تاجروں کا صبح سویرے اپنی دکانوں اور مسافروں کا مقیم مسافر خانوں کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیدا کررہی تھی۔ گویا صبح کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ قدوسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اتر کر قرآن کریم کی تلاوت کرکے نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا" [۹]۔

کیسی بے اختیاری میں ان سے کیسی سچائی کی باتیں نکل آئی ہیں۔ ان کے قلم نے جو سچائی کے موتی بکھیرے ہیں یہ حقیقت میں بہت گہری باتیں ہیں۔ جن کا تعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث سے بھی ہے۔ جن میں سے ایک حدیث میں نے گزشتہ جمعوں میں آپ کے سامنے پیش کی تھی کہ جہاں صدق دل کے ساتھ ذکر الٰہی ہوتا ہے، گروہ در گروہ، طبق در طبق فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جمگھٹا کر جاتے ہیں۔ اور زمین سے عرش تک فضا فرشتوں سے بھرپور ہوجاتی ہے۔ پس ایسی کیفیت جو انہوں نے وہاں محسوس کی ہے حالانکہ وہ احمدی نہیں تھے کہ قدوسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اتر کر یوں معلوم ہوتا، قرآن مجید کی تلاوت کررہے ہیں۔

درویشان قادیان کو نصیحت

پس اے درویشان قادیان! آج بھی ویسے نمونے دکھاؤ، آج بھی قادیان کی گلیوں میں صبح ایسی ہی تلاوت کی آوازیں بلند ہوں۔ باہر سے آنے والے آکر اس نظارے سے متاثر نہ ہوسکتے ہوں تو نہ ہوں۔ آسمان سے فرشتے نازل ہوا کریں۔ ہر صبح بھی گواہی دیا کرے کہ خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کا ایک گروہ اس بستی میں آج بھی زندہ ہے اور ان پاک نشانات کی حفاظت کررہا ہے جو ہمیشہ زندہ رکھنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ خدا کرے کہ اسکی آپ کو توفیق ملے جو حاضرین جلسہ آج وہاں تشریف لائے ہیں یا تشریف لاچکے ہیں۔ جب جلسہ کا اختتام ہوگا تو کچھ تو آج ہی شاید واپس چلے جائیں مگر ایک بڑی تعداد وہاں ٹھہرے گی۔ ان سے میں کہتا ہوں کہ وہ کل صبح کی نماز کے بعد انہی نظاروں کو دہرائیں۔ ان نظاروں کو دوبارہ زندہ کردیں تاکہ قادیان کی گلی گلی زیادہ روشن اور منور ہوجائے۔ فرشتے آسمان سے اتر کر آپ پر سلام بھیجیں اور ایسے پاک نظارے ہوں جن کو دیکھ کر وہ جو قرآن کے نور سے وابستہ نہیں ہیں انکو بھی بینائی نصیب ہونے لگے۔ خدا انہیں بھی آنکھیں عطا کردے کہ وہ اس نور سے فیض یاب ہونے کی طاقت پاجائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان نظاروں کے فیض سے اسلام کی طرف مائل کردے۔ دیکھئے اسلام کی طرف مائل کرنا کچھ تو زبان سے ممکن ہوتا ہے اور کچھ عمل صالح سے ہوا کرتا ہے اور جب تک عمل صالح کی گواہی، زبان کی گواہی کے ساتھ نہ ہو، کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ جتنا چاہے کوئی چرب زبانی سے کام لے۔ اگر عمل صالح اس کا ساتھ نہ دے تو زبان کی گواہی کا کوئی اثر طبیعت پر نہیں پڑتا لیکن عمل صالح ایک ایسی قوت رکھتا ہے کہ زبان اس کا ساتھ نہ بھی دے تب بھی وہ دلوں کو تبدیل کردیتا ہے اور بہت سے ایسے خاموش خدا کے بندے ہیں۔ بہت سے ایسے متقی ہیں جنہوں نے زبان کے ذریعے لوگوں کو نہیں بلایا۔ لیکن ان کا دل، ان کا پاک وجود ایک غیر معمولی مقناطیسی قوت اپنے اندر رکھتا تھا اور لوگ خود بخود انکی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ پس آج قادیان کی بستی کو ایسے صاحب جذب بزرگوں کی ضرورت ہے، ایسے متقیوں کی ضرورت ہے جن کی کشش ماحول کو اپنی طرف بڑی قوت کے ساتھ کھینچنے لگے۔ اور وہ چاہیں بھی کہ نہ آئیں تب بھی لوگ کشاں کشاں آپکی طرف چلے آئیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اسکی توفیق بخشے۔

قادیان میں ان اقدار کی حفاظت ہوتی رہی یہاں تک کہ تقسیم ہند کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل قادیان ان اعلیٰ قدروں کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اس دور کی ایک گواہی ایک غیر احمدی ایڈیٹر کے قلم سے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اخبار "ریاست" کے ایڈیٹر صاحب ۱۹۵۷ء میں ۲ دسمبر کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ "یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار گرم تھا۔ مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی ناقابل معافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے کسی ضلع کے کسی مقام پر کوئی بھی مسلمان باقی نہ تھا۔ وہ یا تو پاکستان چلے گئے یا قتل کردیئے گئے۔ قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے جنہوں نے اپنے مقدس مذہبی مقامات چھوڑنے سے انکار کردیا۔ انہوں نے ننگ شرافت لوگوں سے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے۔ ان کو بلاخوف تردید مجاہد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کرے گی۔ کیوں کہ امن وامان کے زمانے میں تو ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا کرتی ہے۔ ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دینا چاہئے۔

جو جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پرواہ نہ کریں۔

اب بھی قادیان کے درویشوں کے اسوہ حسنہ کا خیال آتا ہے تو احترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہئے" [۱۰]۔ پس کل تک جو تم غیروں کی زبان پر بھی فرشتے کہلاتے تھے۔ آج اپنے اعمال میں ایسی تبدیلی روا نہ رکھی کہ جس کے نتیجے میں اپنے بھی تمہیں فرشتہ نہ کہہ سکیں۔ تقویٰ ایک ایسی نعمت ہے جو حاصل ہونے کے باوجود پھر بھی حفاظت چاہتی ہے۔ قدم، قدم پر ہر قسم کے خزانوں پر ڈاکے بھی پڑا کرتے ہیں۔ جگہ جگہ سے دلوں میں بدنیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جہاں بھی دولت کو دیکھتے ہیں تو بعض بدنیتوں والے لوگ اس دولت کو حاصل کرنے کے لئے یا حاسد لوگ اس دولت کو ضائع کرنے کے لئے کوشش ضرور کرتے ہیں۔ آپ کو جو دولت نصیب ہے۔ اگر ایسے صاحب رشک لوگ پیدا ہوں جو آپ سے اس دولت کو لینا چاہیں تو اس میں قطعاً کسی کنجوسی کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ دولت ہے جو ہزار بانٹو تو ختم نہیں ہوگی۔ اس لئے ضرور ان کو دیتے چلے جاؤ۔ لیکن اس دولت کی پہلے اپنے دلوں میں حفاظت کرو، پھر یہ برکت ایسی ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان حاسدوں سے بچو جو تمہارے سینوں میں ان دولتوں کو بھسم کر دینا چاہتے ہیں۔ خود انکو اس دولت کی کوئی قدر نہیں ہے۔ ہیروں اور جواہرات کو مٹی اور کنکر پتھر سے زیادہ قیمتی نہیں سمجھتے لیکن پھر بھی انکے دلوں کی گہرائیوں میں یہ احساس ضرور ہے کہ ہم جسے کنکر پتھر سے زیادہ عزت نہیں دیتے انہی کنکر پتھروں میں غیر معمولی چمک ہے۔ ان میں غیر معمولی جذب اور کشش ہے اور اس احساس سے وہ ملتے ہیں اور آپکی نیکی کی قوتوں کو بھی جلا کر خاکستر کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ ظاہری طور پر اس طرح حملہ آور نہ بھی ہوں، مختلف بیانوں سے آپکو پھسلانے کی کوشش کرتے ہیں جیسے آدم کو شیطان نے پھسلانے کی کوشش کی تھی، نیکی کے لباس میں آیا تھا۔ نیک نصیحت کرتے ہوئے آدم کو بظاہر ایک ابدی زندگی کی راہ دکھائی تھی مگر حقیقت میں وہ ایک ازلی موت کی راہ تھی۔ پس ذرا سی ٹھوکر کے نتیجہ میں آدم خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا اور اگر خدا تعالیٰ آدم کو خود استغفار نہ سکھاتا اور خود اسے قبول نہ فرماتا تو یہ ساری انسانیت جو آج آدم سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ تمام کی تمام ہلاک ہو جاتی۔

پس قادیان کے نور کی حفاظت کریں۔ قادیان کے تقویٰ کی حفاظت کریں اور حاسدوں سے بچ کر رہیں۔ جو طرح طرح کے بھیس بدل کر آپ کے پاس آئیں گے۔ آپ کو دوستی کی دعوت دیں گے۔ دنیا کی چمک دمک سے متاثر کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا کے کاموں کی طرف کھینچیں گے اور کہیں گے کہ اے درویشو تم نے تو اپنی زندگیاں ضائع کر دیں۔ دیکھو باہر آزاد دنیا میں بسنے والے لوگ کیا کچھ کما بیٹھے ہیں۔ کہیں سے کہیں پہنچ گئے ہیں اور تم نے اپنی جانیں، اپنی دولتیں، اپنے بچے، قادیان کی اینٹوں پر فدا کر دیئے اور ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا۔ یہ جاہل لوگ ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں۔ یہی ہیں جو شیطان ہیں۔ حقیقت میں جو سعادتیں آپ کو نصیب ہوئی ہیں اگر آپ ان کی قدر کرنے والے بنیں تو خدا آپ کو دنیا میں بھی بے شمار دے گا اور آخرت میں بھی بے شمار دے گا۔ اگر دنیا میں آپ خدا کے فضل اپنے پر اترتے ہوئے نہیں دیکھ رہے تو یہ خطرے کا مقام ہے۔ بعض دفعہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ اس دنیا میں خدا کے فضل کچھ عرصہ کے لئے نازل نہیں ہوتے۔ یعنی دنیاوی لحاظ سے خدا کے پاک بندے آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ جہاں تک میں نے پاک لوگوں کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ ایسی آزمائشیں کچھ عرصہ تو چلتی ہیں ہمیشہ کے لئے ساتھ نہیں دیتیں۔ ضرور نیک لوگوں پر ایسے وقت آتے ہیں کہ جس دنیا کو وہ ٹھکرا دیتے ہیں، وہ دنیا ٹھوکریں کھانے کے باوجود ان کے پیچھے لگتی ہے۔ ہاتھ باندھ کر خدمت کے لئے حاضر ہوتی ہے اور یہ عرض کرتے ہوئے ان کے سامنے پہنچتی ہے کہ تم ہم سے جیسا چاہو سلوک کرو۔ جن نیک کاموں پر چاہو خرچ کرو۔ ہم تمہارے بندے بن کر تمہارے پاس رہیں گے۔ خدا اپنے نیک بندوں کی قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ اگر ظاہری طور پر آپ دیکھیں کہ آپ سے وہ سلوک نہیں ہے تو خدا سے شکایت نہ کریں اور اپنے نفسوں کو ٹٹولیں اور دیکھیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے قربانی کرنے کے بعد اس قربانی کو ضائع کر دیا ہو۔ اللہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ سوت کاتنے والی اس عورت کی طرح نہ بننا کہ جس نے سوت کاتا ہو اور جب وہ تکلا موٹا ہو جائے تو خود اسے چھوٹے چھوٹے دھاگوں میں کاٹ کر ضائع کر دے اور خود اسے بے کار بنا دے۔ بعض دفعہ ایک لمبی محنتوں کے کاتے ہوئے سوت بھی چھری کے ایک وار سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اور انکی کوئی بھی قیمت باقی نہیں رہتی۔ پس اہل قادیاں سے جن سے میں مخاطب ہوں بڑے درد کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ ان روشن نشانوں کی حفاظت کریں، جن کا ذکر میں نے صحابہؓ کی زندگی کی مثالوں کے طور پر آپ کے سامنے رکھا ہے جن کا ذکر صحابہؓ کی نسلوں میں ہی نہیں بلکہ ان کے بعد تابعین کی نسلوں میں بھی ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ خلفاء کے دور میں قادیان میں بسنے والے بزرگ جس طرح اپنے فرائض ادا کیا کرتے تھے۔ ان کے میں نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا قادیان میں رہنے والے قادیان کے درویش اپنے نفسوں پر غور کریں کہ آج بھی آپ میں ایسے پاک نمونے دکھانے والے موجود ہیں۔ حضرت چودھری برکت علی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں، "خاکسار پر کتنا بڑا احسان ہوا کہ مجھے ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ مجھے بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ انہیں ایک کے بعد جب دوسرا کام دیا جائے تو گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے کام دے دیا ہے۔ ساتھ چار کلرک بھی تو دیں۔ ساتھ اور ذرائع بھی تو مہیا کریں۔ یہ بھی تو دیکھیں کہ کس دفتر میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں لیکن حضرت چودھری برکت علی صاحب جن کو میں نے خود دیوانہ وار کام کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ یہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاکسار پر کتنا بڑا احسان ہوا کہ مجھے ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ کشمیر فنڈ اور دار الانوار کے کام کے لئے دو مددگار بھی مل گئے تھے۔ لیکن آڈیٹر اور تحریک جدید کا کام خاکسار اکیلے ہی کر رہا تھا۔ آج جو ساری دنیا میں تحریک جدید کا نظام جاری ہے اور لکھوکھا نفوس کو اللہ تعالیٰ ایک ایک سال میں احمدی ہونے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ ایک زمانہ ایسا تھا یعنی وہ دور، وہ زمانہ نہیں جو مسیح موعود کا زمانہ ہو۔ وہ زمانہ جسے ہم نے بھی بچپن میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایک چودھری برکت علی صاحب دفتر میں بیٹھے ہوئے، رات کی بتیاں جلا کر کام کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات جب ہم وہاں سے گزرتے تھے تو حیران ہو کر دیکھا کرتے تھے کہ سب دفاتر کے وقت ختم ہو گئے۔ ان کا ابھی وقت ختم نہیں ہوا۔ کہتے ہیں کہ آڈیٹر کا کام جو بڑا بھاری کام ہے اور تحریک جدید کا تمام تر کام میں اکیلا ہی کیا کرتا تھا۔ حضور کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے، حسابات پیش کرنے کے لئے رپورٹ بنانے اور خطوط کی منظوری کی روزانہ اطلاع دینے اور تحریک جدید کی روزانہ رپورٹ پیش کرنے کے بعد مزید تکمیل کے لئے دفتر کی پابندی کا سوال ہی نہ رہا۔ نہ ہی میں نے ۱۹۰۴ء سے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء سے اب تک اس کا خیال کیا کہ دفتر کا وقت ختم ہو گیا۔ چلو گھر چلیں۔ یہ بات گھٹی میں پڑی ہوئی تھی کہ جب تک روزانہ کا کام ختم نہ ہو۔ دفتر بند نہ ہو۔ ضرورت پڑے تو گھر لے جا کر روزانہ کام ختم کرو۔ کبھی دفتر کے وقت کا خیال نہیں رکھا۔ بلکہ روزانہ کام ختم کرنا اپنا اصول بنا لیا"۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی چودھری برکت علی صاحب کے متعلق فرمایا کہ چودھری برکت علی صاحبؓ ان چند اشخاص میں سے ہیں جو محنت، کوشش اور اخلاص سے کام کرنے والے ہیں اور جن کے سپرد کوئی کام کر کے پھر انہیں یاد دہانی کی ضرورت نہیں ہوتی" [۱۱]۔ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں بکثرت ایسے سلطان نصیر عطا فرما رہا ہے جن کے اوپر جتنا بوجھ لادتے چلے جائیں اتنا ہی وہ شوق سے اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ اتنا ہی ان فرائض پر پورا اترتے چلے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ میں حیرت سے دیکھتا ہوں ان لوگوں کو کہ کیسے اتنا بڑا بوجھ اٹھا لیا۔ بعض دفعہ شفقت کے اظہار کے طور پر ان کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر ان کی تعریف کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ آپ کو بہت تکلیف دی گئی۔ بہت آپ نے بوجھ اٹھایا تو حیرت سے دیکھتے ہیں کہ تکلیف؟۔ آپ نے تو بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اتنا لطف آیا اس کام کا زائد بوجھ اٹھانے کا۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری زندگی کا لطف بس انہی دنوں میں سمٹ گیا ہے۔

پس جو لوگ خدا کی خاطر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے ہیں۔ خدا کو گواہ ٹھہرا کر یہ آپ کو بتاتا ہوں کہ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہو رہی ہوتی۔ باہر کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ وہ تکلیف میں مبتلاء ہیں لیکن اللہ کی خاطر تکلیف اٹھانے والوں کے لئے ہر تکلیف آسان کر دی جاتی ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو گلزار بنانے والا مضمون ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ ابراہیم آگ میں جھونکا گیا ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کے دل سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ میں بار بار اس آگ میں جھونکا جاؤں۔ جسے خدا کی محبت، خدا کی رحمت میرے لئے ہر بار ٹھنڈا کرتی چلی جائے۔ ہر بار اس آگ کو گلزار بناتی چلی جائے۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو شہادت میں جو لطف آتا تھا۔ اس کی ایک مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنئے۔ آپؐ نے ایک صحابی کو شہید ہونے کے بعد کشفی نظارے کے طور پر جنت میں دیکھا۔ یا خدا تعالیٰ نے رابطہ ایسا کروایا کہ خدا تعالیٰ سے جو ان کا مکالمہ ہوا اس کی اطلاع بخشی۔ یا پھر یوں ہوا ہو گا کہ آپؐ

نے خود دیکھا اور آپ کی سماعت تک وہ مکالمہ اللہ کی طرف سے براہ راست پہنچا ہو۔ یا پھر خدا نے اطلاع دی ہوگی۔ اس کی تفصیل ہمیں نہیں معلوم لیکن ان کو اتنا پتہ ہے کہ آنحضرتؐ اس حدیث قدسی میں یہ گواہی دیتے ہیں۔ کہ وہ میرا غلام صحابی جب شہید ہو کر خدا کے حضور حاضر ہوا۔ تو جس جذبے سے وہ شہید ہوا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی پیار اور پسند کی نظر سے دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ بتا تو مجھ سے کیا مانگتا ہے۔ تیری کیا جزاء ہے۔ اس نے کہا اے میرے آقا میری جزاء اگر دینی ہے تو مجھے یہ جزاء دے کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں تو پھر محمد رسول اللہؐ کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہوں۔ پھر میں شہید ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں ۔ پھر میں محمد رسول اللہؐ کے دوش بدوش لڑتے ہوئے شہید ہوں۔ سو بار اس طرح ہو اور سو جانیں تو مجھے عطا کرے تو یہ سو جانیں میں تیرے حضور پیش کر دوں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں اس التجا کو اس لئے قبول نہیں کر سکتا کہ یہ میری سنت کے خلاف ہے۔ میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جسے ایک دفعہ بلالوں اسے دوبارہ اس دنیا میں نہیں بھیجوں گا۔ پس ایسے ایسے عشاق جو شہادت میں اتنا لطف اٹھاتے تھے۔ کہ بار بار بہیمانہ طور پر ظالم ان کو قتل کرتے اور پھر اس لطف کے نتیجے میں خدا سے یہ التجا کرتے کہ پھر ہمیں بھیج۔ پھر ہمیں بھیج۔ پھر ان کے ہاتھوں قتل ہوں۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے فیض سے نصیب ہوا کرتی ہیں۔ اسی سے مانگنی چاہئیں ورنہ محنت اور مشقت اٹھانا ہر شخص کے بس کا کام نہیں ہے۔ ہر کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ میں اس لئے سمجھا رہا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے محنت کا لطف نصیب نہ ہو کوئی انسان اتنی مشقت زندگی بھر اٹھا نہیں سکتا۔ آج بھی میں احمدیوں کو جانتا ہوں۔ پاکستان میں بھی اور پاکستان کے باہر بھی۔ کہ کم و بیش تمام زندگیاں اپنے کام کے روز مرہ کے دفتر سے جماعت کے دفتر میں جانے میں صرف ہوئیں اور گھروں کو ایسے وقت میں لوٹے جبکہ سارے بیوی بچے سو چکے تھے۔ کھانا جیسے بھی تھا کھایا اور صبح کے وقت بسا اوقات ایسے وقتوں میں اٹھ کر چلے گئے کہ بچے ابھی اٹھے بھی نہیں ہوتے تھے۔ مدتوں بعض لوگوں نے اپنے باپ کے چہرے نہیں دیکھے۔ یہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ ایسی مشقت کے نتیجہ میں جو ہر وقت دل پر گراں گزر رہی ہو، ہو ہی نہیں سکتا۔ محض ایسی مشقت کے نتیجے میں ہو سکتا ہے جو دل کو ایک عجیب سرور عطا کر رہی ہو۔ عجیب لطف بخش رہی ہو۔ انسان اسے اپنی سعادت سمجھ رہا ہو۔ اس مشقت کو حل کرنے کے لئے ان سے کام لے تو ان کو تکلیف پہنچے۔ بوجھ ڈالے تو وہ راحت محسوس کرے۔ پس یہ اللہ کے فضل سے ہی ممکن ہے۔

تمام جماعت کو نصیحت

درویشان قادیان کے سامنے یہ مثالیں رکھتے ہوئے جہاں انہیں خدا سے اسی قسم کے فضل مانگنے کی ہدایت کرتا ہوں وہاں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مشقّت میں لذت طلب کریں۔ محض مشقّت طلب نہ کریں۔ ایسی مشقّت طلب کریں کہ جس سے آپ کے دل کی ساری تمنائیں وابستہ ہو جائیں۔ آپ کی آرزوئیں ان مشقّتوں کے ساتھ چمٹی رہیں۔ آپ کا دل چاہے کہ خدا کی خاطر آپ ہمیشہ اسی قسم کی تکلیفیں اٹھاتے رہیں۔ تب آپ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہونگے جو خوش نصیب خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو دور اول میں عطا فرمائے تھے۔ تب آپ میں وہ علامتیں پیدا ہونگی جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آپ آخرین میں ہونے کے باوجود اولین سے جا ملے۔ حضرت چوہدری نصراللہ خاں صاحبؓ کے متعلق حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ گواہی دیتے ہیں جو بے جانثار خادم تھے۔ کبھی دفتر کے وقت کا خیال آپ نے نہیں کیا۔ دن رات خدمت میں مصروف اور گہرے عالم باعمل تھے۔ آپ حضرت چوہدری نصراللہ خاں صاحبؓ، جو حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ کے والد تھے ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "آپ باوجودیکہ قادیان میں آنریری کام کرتے تھے۔ اور کبھی کسی کام کا معاوضہ آپ نے نہیں لیا۔ مگر جس صیغہ میں بھی آپ نے کام کیا نہایت پابندی وقت سے کیا۔ آپ وقت کے شروع میں آتے اور ختم ہونے کے بعد جاتے۔ بلکہ موسم گرما میں آپ صبح چھ بجے دفتر آتے اور بارہ بجے جب کہ تمام دفتر بند ہو جاتے آپ دفتر ہی میں رہتے اور عصر کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ روزانہ اتنا لمبا عرصہ کام کرنا ایک نہایت غیر معمولی بات ہے" [۱۲]۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحبؓ کے متعلق اپنے تاثرات یوں لکھتے ہیں کہ "چودھری نصراللہ خان صاحب ایک کامیاب وکیل تھے۔ جب انہوں نے وکالت ترک کی ہے اس وقت ان کا کام پورے زوروں پر تھا۔ دنیا اپنی تمام خوبصورتی اور دلکش اداؤں کے ساتھ ان کے سامنے پیش ہوئی مگر انہوں نے باوجود قوت و طاقت کے اسے پرے پھینک دیا۔ کاروبار اس لئے ترک کیا کہ اب خدمت سلسلہ کے لئے عملاً زندگی وقف کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے قادیان آکر مرکزی کاموں میں حصہ لیا۔ انہوں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ انہیں کیا کام دیا جائے۔ اور اپنے کام اور اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے انہوں نے کام اور اپنے مقام کے لحاظ سے کبھی اس کی نمائش کو پسند نہیں کیا۔ صیغہ جات نظارت میں وہ ناظر اعلیٰ تھے اور صدر انجمن کے صدر بھی رہے۔ وہ اپنے فرض منصبی میں جہاں تک میرا تجربہ ہے اور خواہ کچھ بھی ہو اسی طرح آیا کرتے تھے، جیسے کوئی مزدور کام پر اس لئے جا رہا ہو کہ اگر دیر ہو جائے تو مالی نقصان نہ ہو۔ میں نے کبھی کسی ناظر کو چودھری صاحب سے پہلے دفتر جاتے نہیں دیکھا۔ اگر دفتری کام کسی وقت ہلکا ہو تو اس وقت کو فارغ سمجھ کر دفتر چھوڑ کر گھر نہیں چلے جاتے تھے بلکہ دفتر کے وقتوں میں دفتر میں موجود رہتے اور فارغ وقتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا انڈکس تیار کیا کرتے تھے۔ عادت یہ تھی کہ اگر کسی کام میں مصروف ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا کوئی پیغام پہنچے تو اسی حالت، اسی وقت، اس کام کو چھوڑ کر اس کام کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ جس کے متعلق حکم آیا ہو۔ میں نے بعض اوقات دیکھا کہ وہ ایک نہایت ضروری کام میں مصروف ہیں۔ حکم کسی اور کام کے لئے آگیا۔ وہ جھٹ کھڑے ہو گئے۔ ایک مرتبہ میں نے چودھری صاحب سے کہا کہ اس کو ختم کرلیں۔ فرمایا کہ کام وہی ہے جو حضرت صاحب فرمائیں۔ جب یہ حکم آگیا تو یہ مقدم ہو گیا ہے" [۱۳]۔ وقت کے پابند تھے اور تمام وقت نہایت محنت سے مصروف کار رہتے تھے۔

امرتسر کے ایک اخبار "تنظیم" کے ایڈیٹر مولوی عبدالحمید صاحب قریشی تھے۔ وہ قادیان کے کارندوں کے نظم و ضبط سے اتنا متاثر ہوئے کہ اپنی اخبار "تنظیم" میں انہوں نے اداریہ لکھا جس میں لکھتے ہیں۔ "ہندوستان عیسائیوں کی جماعت، جماعت احمدیہ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ قادیانی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ نظام کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس کے ہر شعبہ میں اسی طرح باقاعدگی، ضابطہ داری اور اصول پرستی موجود ہے جتنی کسی گورنمنٹ کے مختلف منظم محکموں میں ہوا کرتی ہے" [۱۴]۔ یہ جو تبصرہ ہے، یہ دراصل کم علمی کا تبصرہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج غیر قومیں، غیر مذاہب اور غیر ملکوں کے نمائندگان۔ مغربی ملکوں کے نمائندگان بھی یہ گواہی دے رہے ہیں کہ نظام جماعت احمدیہ کو کسی مغربی حکومت کا بھی نظام نہیں پہنچ سکتا۔ وہ سب سے بالا ہے۔ جرمنی میں بھی ایک واقف حال مبصر نے یہ گواہی دی۔ نظام جماعت احمدیہ کو دیکھ کر تو میں حیران رہ گیا ہوں۔ جرمن قوم یہ سمجھا کرتی تھی کہ محنت میں اور نظم و ضبط میں ہمارا کوئی جواب نہیں ۔ مگر جماعت احمدیہ کو جس طرح میں نے کام کرتے دیکھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہم غلطی پر تھے۔ اس جماعت کا دنیا میں کوئی جواب نہیں ہے۔ انگلستان میں جس طرح بڑے بڑے افسروں نے یا اخبار نویسوں نے جماعت احمدیہ کو مصروف عمل دیکھا ہے۔ دنگ رہ گئے ہیں دیکھ کر کہ ایسا نظم و ضبط اور پھر وہ طوعی طور پر ہو۔ بغیر کسی حرص کے۔ بغیر کسی لالچ کے۔ بغیر کسی دباؤ کے۔ یہ ایسا عظیم الشان نظام ہے۔ جس کی کوئی مثال دنیا کے پردے پر دکھائی نہیں دیتی۔

خواتین کی قربانیاں

قادیان کی خواتین سے متعلق میں یہ ضرور گواہی دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ پوری طرح مستعد بھی ہیں اور نیک کاموں میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں بلکہ بعض خوبیوں میں مردوں سے بھی آگے بڑھ چکی ہیں۔ جب میں نے تبلیغ کی نصیحت کی تو لجنہ کے وفود مناسب حفاظت کا انتظام کرکے۔ انصار کو ساتھ لے کر ارد گرد کے دیہات میں پھیل گئے اور گروہ در گروہ تبلیغ میں مصروف ہوئے۔ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کو بہت اچھے پھل ملے۔ سارے ہندوستان کی لجنات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بیداری پائی جاتی ہے اور یہ جماعت احمدیہ کی خواتین کا ایک پرانا خاصا ہے۔ نسلاً بعد نسلاً خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی خواتین میں خدمت کا ایسا عظیم الشان جذبہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کی کسی قوم کی عورتوں میں اسکی مثال نہیں مل سکتی۔ اس لئے وہ جاہل جو سمجھتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو اپنے کمروں اور حجروں میں بند کر رکھا ہے۔ وہ جاہل ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں۔ آزادی ہوتی کیا ہے۔ خواتین کو ظالم مردوں کی حرص و ہوا سے آزادی نصیب

ہوئی ہے۔ جس میں تمام دنیا کی عورتیں ابھی تک جکڑی ہوئی ہیں اور دن بدن شیطان کے چنگل میں اور زیادہ تنگی محسوس کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور بے اختیار ہیں۔ اس کا نام ان لوگوں نے قید بنا رکھا ہے۔ یہ قید نہیں ہے۔ یہ آزادی ضمیر ہے۔ یہ انسانی اعلیٰ قدروں کی نشو نما کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں رہی کہ وہ بن سج کر اپنے اس حسن کو غیروں پر ظاہر کریں جو خدا نے اپنوں کے لئے عطا کر رکھا ہے اور دنیا میں فساد پھیلاتی پھریں۔ نیک کاموں میں محو ہو کر۔ تقویٰ کے زیور سے آراستہ یہ خواتین یعنی احمدی خواتین دنیا میں ہر جگہ نیکوں کی صف اول میں آگے ہی آگے بڑھ رہی ہیں۔ دشمن کی چاپلوسیاں ان کے دلوں میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتیں۔ انکو اپنے مقصد میں متزلزل نہیں کرتیں۔ بہت سر اٹھا کر چلتی ہیں۔ میں نے انگلستان میں احمدی خواتین کو کام کرتے دیکھا ہے۔ بعض احمدی بچیوں کے ریسرچ گروپ میں نے خود منظم کئے ہیں اور دیکھ کر میرا دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ جہاں دوسروں کی بچیاں مسلمانوں کی بھی اور دوسری بھی شیطان کے بہکاوے میں آئی ہوئی اپنے حلئے بگاڑ بیٹھی ہیں وہاں خدا کے فضل سے احمدی بچیاں نیک کاموں میں مصروف، اسلام کے حق میں مختلف مذاہب کی تحقیق کر رہی ہیں اور انکو اسکی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس لباس میں کیسی دکھائی دیتی ہیں۔ آج کے زمانے میں انگلستان میں پیدا ہونے والی بچیاں پرانی افریقی، پاکستانی طرز کے برقعے پہنے ہوئے ہیں۔ کالجوں میں جاتی۔ یونیورسٹیوں میں جاتی ہیں۔ وہاں اپنے پروفیسروں سے اسلام کے خلاف کوئی بات سنیں تو شیروں کی طرح انہیں للکارتی اور مقابلے کرتی ہیں۔ اور مجال نہیں کوئی انکو بیک ورڈ Backward قرار دے سکے۔

تو باقی دنیا کی احمدی مستورات کو بھی جہاں کہیں کوئی کمزوری پیدا ہو رہی ہے، اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ عزت حقیقت میں اپنے اندر سے ملتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل عطا ہوتا ہے۔ اگر آپ اپنے نفس میں معزز ہیں تو دنیا آپکو کبھی ذلیل نہیں کر سکتی۔ آپکی عزت نفس، آپکا سہارا بنتی ہے اور آپکو خود کھڑا کرتی ہے۔ اور آپ پوری جرات، پورے حوصلے، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ قدم اٹھاتی ہیں۔ ہر قدم میں اعتماد پایا جاتا ہے اور دنیا کی آپکو کوئی احتیاج نہیں رہتی۔ دنیا ایسی خواتین کی عزت کرنے پر مجبور ہو جایا کرتی ہے۔ پس احمدی خواتین کی تاریخ ایسے کارناموں سے مزین ہے جس سے یہ تمام دنیا کی خواتین پر ایک امتیاز رکھتی ہیں اور اس امتیاز کو آج تک زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بارہا احمدی خواتین کا ذکر بڑے پیار اور عزت سے کیا۔ دہلی کے جلسے میں جس میں میں بھی موجود تھا، مجھے یاد ہے کہ بڑے زور سے غیر احمدی علماء کے بہکائے ہوئے بے شمار لوگ حملہ آور ہوئے۔ ہزار دو ہزار ہونگے جو جلسے میں شریک تھے اور لاکھ کا گروہ تھا یا شاید اس سے بھی بڑھ کر ہو جو دلی والوں نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر رکھا تھا۔ اور مولوی ان کو انگیخت کرتے ہوئے حملے پر آمادہ کر رہے تھے۔ اس وقت احمدی خواتین کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ "جب عورتوں کی لاریوں پر انہوں نے حملہ کیا تو احمدیوں نے مقابلہ کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے چند احمدیوں نے سینکڑوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ غیر مسلم اور غیر احمدی خواتین کو خطرے کا بہت احساس تھا جو کہ جلسے میں زائرین کے طور پر شریک ہوئی تھیں۔ بعض تو گھبراہٹ میں کانپنے لگیں۔ مگر اس وقت احمدی عورتوں نے بھی بہادری دکھائی اور ان کے گرد قطار باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ اگر کوئی اندر آیا بھی تو ہم مقابلہ کریں گی۔ حکومت ہند کے ایک سیکرٹری کی اہلیہ بھی وہاں تشریف لائی ہوئی تھیں۔ وہ سخت خوفزدہ تھیں، انہیں جب کار میں بٹھایا گیا تو ان کے ایک طرف میری لڑکی بیٹھ گئی۔ یعنی حضرت مصلح موعودؓ کی لڑکی۔ یعنی میری ہمشیرہ اور دوسری طرف ایک غیر احمدی خاتون جو بہادر دل تھیں وہ بیٹھ گئیں اور ان کو تسلی دی کہ اگر پتھر آئے تو ہمیں لگیں گے آپ مطمئن رہئے اور حفاظت سے ان کو گھر پہنچا دیا" [۱۵]۔ پس یہ بھی وہ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضان سے دوبارہ آسمان صداقت پر جگمگانے لگے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی واقعات اس دور میں دوبارہ پیدا کئے ہیں۔ جیسے کہ قرون اولیٰ میں ہوئے تھے۔ اس وقت بھی بعض دفعہ مسلمان خواتین بعض خطرات کے وقت ڈنڈے اٹھا لیا کرتی تھیں اور دشمن کے مقابل پر نکل کھڑی ہوتی تھیں۔ اس دور میں بھی یہی باتیں دوبارہ پیدا ہو رہی ہیں۔ یہی معانی ہیں اسکے کہ آخرین کو اولین سے ملایا جائے گا۔ صفات حسنہ میں ملایا جائے گا۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض نصائح پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ نصائح تو ختم نہیں ہو سکتیں لیکن کسی طرح میں آپ کے سامنے چند پاک نصائح کے نمونے پیش کر سکوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو"۔ غور سے سنیں۔ کیسی پاک نصیحت ہے۔ تمام انسانی وجود کو اس نے گھیرے میں لے لیا ہے۔ اگر آپ اس نصیحت پر عمل کریں تو یقیناً ویسے ہی مطہر وجود بن جائیں گے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ آخرین میں سے ہو کر بھی آپ اولین سے جاملیں گے۔ پھر فرمایا "چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں، میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔"

اے قادیان میں رہنے والو

پس اے قادیان میں رہنے والو آج بھی مسیح موعود کے دوست بن کر قادیان میں رہو۔ اسی میں تمہاری ابدی زندگی ہے۔ دوستی کا حق نبھانا کبھی نہ بھولنا۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونے دکھائیں گے۔ میں

نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اسکی طبیعت میں کسی قسم کی مفسد پروازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بے ہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بد چلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اسکے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے" [۱۶]۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سوائے میرے بھائیو۔ کوشش کرو تا متقی بن جاؤ" [۱۷]۔

قادیان میں مختلف لوگ دور دور سے آکر بسے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جو قادیان میں ذریعہ معاش کی تلاش کرتے ہوئے پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ لیکن قادیان جا کر بسنے والوں کو کس نیت سے وہاں جانا چاہئے، اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ روایت میں آتا ہے "ایک مرتبہ کسی نے کہا تجارت کے لئے یہاں آنا چاہتا ہوں یعنی قادیان میں رہ کر تجارت کروں۔ فرمایا یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہئے اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہئے۔ نیت تو یہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کچھ تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں۔ اصل مقصد دین ہو۔ نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یعنی دنیا کے شہر زیادہ موزوں ہیں۔ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھو" [۱۸]۔ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت پر میں اس خطاب کو ختم کرتا ہوں اور تمام اہل قادیان کو اس پاک مقدس بستی میں اس عالمی جلسے میں شرکت پر تمام دنیا کی جماعتوں کی طرف سے مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ بامقصد، بامراد ہوتے ہوئے یہاں سے رخصت فرمائے۔ اپنے قادیان میں حاضری کے اعلیٰ مقصد کو آپ پالیں۔ آپ خیر و عافیت سے اللہ کی حفاظت میں واپس لوٹیں۔ آپ کے اندر ایسی پاک تبدیلیاں پیدا ہو جائیں کہ جس کے نتیجہ میں آپ تمام دنیا کے لئے مقناطیسی قوت کے مالک

بن جائیں۔ خدا کرے آپ خدا نما وجود ہو جائیں۔ جن کو دیکھ کر بہت سے خدا کے بھٹکے ہوئے بندے اپنے کھوئے ہوئے رب کا نشان پا جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہیں خدمت کی توفیق ملتی ہے مگر یاد رکھو "تم اس قدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہو گا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں۔ اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اسکے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو۔ مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہوتا ہے، کوئی اتنی جلد ہلاک نہیں ہوتا" [۱۹]۔ آیئے اب ہم اختتامی دعا میں شامل ہوتے ہیں۔ جہاں آپ اپنے نیک مقاصد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کو پیش نظر رکھیں گے۔ خصوصیت سے اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بہت لمبے عرصے سے یہ خدا کی خاطر بہت تکلیفوں میں پابند سلاسل ہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور انکی خوشیاں دکھا کر ہمارے سینے ٹھنڈے کرے۔ اور ہمارے دل روشن کرے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا ہو۔ یاد رکھیں کہ احمدیت اس دور میں داخل ہو چکی ہے۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اور میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر رکھا ہے۔ آسمان سے انوار نازل ہو رہے ہیں۔ ایسے پاک انقلابات برپا ہو رہے ہیں اور مزید برپا ہونے کا زمانہ آ گیا ہے۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نیک دور سے زیادہ سے زیادہ متمتع اور فیض پانے کا اہل بنا دے۔ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ان ہواؤں کے رخ پر آگے بڑھتے چلے جائیں۔ جو ہوائیں اللہ تعالیٰ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے غیب سے چلا دی ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آیئے اب ہم دعا میں شامل ہو جاتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۹۵
۲۔ دافع البلاء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱
۳۔ روزنامہ الفضل ۵ جنوری ۱۹۴۸ء
۴۔ سیدنا مصلح موعود کی جس نظم کا یہ شعر ہے وہ الفضل ۵ جنوری ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی۔
۵۔ امرؤالقیس، قصیدہ میمیہ
۶۔ "اصحاب احمد" حصہ دوم صفحہ ۴۰۱ طبع اول اگست ۱۹۵۲ء مؤلف ملک صلاح الدین احمد صاحب
۷۔ "اصحاب احمد" جلد نہم صفحہ ۲۹۵ تا ۲۹۸ طبع دوم مکتبہ اصحاب احمد قادیان
۸۔ رجسٹر روایات صحابہؓ جلد ۱۴ (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲۸۔ ۲۹
۹۔ اخبار بدر ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء
۱۰۔ اخبار ریاست ۲ دسمبر ۱۹۵۷ء
۱۱۔ "اصحاب احمد" جلد ہفتم صفحہ ۲۳۳، ۲۵۲ طبع اول اگست ۱۹۶۰ء مؤلف ملک صلاح الدین احمد صاحب ایم۔ اے۔ ناشر منیجر احمدیہ بک ڈپو ربوہ
۱۲۔ "اصحاب احمد" جلد یازدھم صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰ طبع اول ۱۹۶۲ء ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ
۱۳۔ "اصحاب احمد" جلد یازدھم صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰ طبع اول ۱۹۶۲ء ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ
۱۴۔ اخبار تنظیم امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۵
۱۵۔ الفضل ۳ مئی ۱۹۴۴ء
۱۶۔ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۲ تا ۴۵
۱۷۔ ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۷
۱۸۔ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۰۵
۱۹۔ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۶

رمضان المبارک میں درس القرآن کا پروگرام

رمضان المبارک میں انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ روزانہ درس قرآن دیتے ہیں جو سیٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر کیا جاتا ہے۔ اس کا پروگرام حسب ذیل ہے

سوموار، منگل، جمعرات
لندن کے وقت کے مطابق ۴۵۔ ۱۰ سے ۳۰۔ ۱۲ تک

بروز جمعہ درس نہیں ہو گا۔

بروز ہفتہ
لندن کے وقت کے مطابق ۴۵۔ ۱۰ سے ۳۰۔ ۱۲ تک

بروز اتوار، بدھ
لندن کے وقت کے مطابق ۳۰۔ ۱۱ سے ۳۰۔ ۱ تک

احباب ان اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس میں شامل ہوں۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA
PROGRAMME TIMINGS

ASIA AND MIDDLE EAST
7.00 am to 7.00 pm [London, U.K.]

EUROPE
Monday to Thursday 1:30 pm to 4 pm
Friday to Sunday 1.00 pm to 4 pm

TELEPHONE AND FAX NUMBERS FOR INFORMATION COMMENTS OR MESSAGE
Tel: + 44 - 81 - 870 0922 Fax: + 44 - 81 - 871 0684

LIVE TRANSMISSION FROM UNITED KINGDOM
Tilawat Manzoom Kalam Malfoozat

VARIETY OF PROGRAMMES INCLUDING
Majlis Irfan Speeches
Hazur replying to letters and messages of viewers

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asia, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	9 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3825 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	
Timings (London Time)	13.30 - 16.00	10.00 - 16.00	13.30 - 14.30	13.30 - 14.30

Radio = Short Wave Band Radio; 25 Meter Band, Digital Frequency 11695.
Timings: 13.30 - 14.30 London Time

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS
081 877 0762

رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان

منعقدہ ۲۴ تا ۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء

الحمد للہ ثم الحمدللہ کہ مرکز احمدیت قادیان میں ۱۰۲واں جلسہ سالانہ نہایت شان اور وقار کے ساتھ ۲۴، ۲۵اور ۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کو منعقد ہو کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

پہلے روز کے پہلے اجلاس کی افتتاحی کاروائی ٹھیک دس بجے زیر صدارت مکرم اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشاں شروع ہوئی۔ محترم موصوف نے لوائے احمدیت کی چیک پوسٹ پر تشریف لاکر سب سے پہلے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس کے بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت نے سورہ حشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرم رشید احمد تنویر صاحب آف ربوہ (پاکستان) نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

خوش الحانی سے سنایا۔

صدر جلسہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد بیان کیں اور اجتماعی دعا کرائی۔ جس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچاج کیرالہ نے "توحید باری تعالیٰ اور مذاہب عالم" کے عنوان پر نہایت مدلل اور جامع طرز بیان کے ساتھ پیش کی۔ آپ کی تقریر کے بعد عزیز مظہر احمد طیب، ربوہ، پاکستان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

خوش الحانی سے سنائی اور سامعین کو محظوظ کیا۔

اس اجلاس کی دوسری اور آخری تقریر سیرت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت "محسن انسانیت" مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے کی۔ آپ نے قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام کے حوالے سے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اس مضمون کو پیش کیا اور ساتھ ہی اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ جات سے اپنی تقریر کو مزیّن کیا۔

دوسرا اجلاس

چونکہ ۲۴ تاریخ کو جمعہ تھا اس لئے دوسرے اجلاس سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ وعصر جمع کرکے پڑھائی۔ جس کے بعد مسجد احمدیہ، دارلسلام، روز ہل، ماریشس سے بذریعہ سیٹلائٹ ٹھیک تین بجے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ دنیا بھر کے احمدیوں کے ساتھ ساتھ جلسہ سالانہ قادیان کے حاضرین نے بھی سنا۔ یہ خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق چار بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔

[حضور انور کا خطبہ شروع ہونے سے قبل مکرم رفیق احمد صاحب ناصر نے مدرسہ احمدیہ قادیان کے چند طلباء کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ نہایت خوش الحانی کے ساتھ کورس کے رنگ میں پیش کیا۔]

خطبہ کے اختتام پر محترم اے پی کنہا موصاحب صوبائی امیر کیرالہ کی زیر صدارت دوسرے اجلاس کی بقیہ کاروائی کا آغاز ہوا۔ طاہر احمد آف ربوہ، پاکستان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

نہایت دلنشین انداز میں سنایا۔ نظم کے بعد محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچاج سرینگر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے قبل کی پاکیزہ زندگی کے عنوان پر تاریخ احمدیت کے حوالوں اور غیراز جماعت اور غیر مسلم معززین کی شہادت کے حوالے سے تقریر فرمائی۔

تینوں روز کے اجلاسوں میں بھاری تعداد میں غیر مسلم بھائی بھی جلسہ کے پروگراموں میں شرکت کرتے رہے جن کی تواضع کے لئے نہایت عمدہ انتظام تھا۔ اس موقعہ پر پریس اور سیکیورٹی کے نمائندگان نے بھی جلسہ کے پروگراموں کو غور سے سنا۔

لوائے احمدیت

لوائے احمدیت لہرانے کی رسم محترم اللہ بخش صاحب صادق نے پر زور اسلامی نعروں اور اور پر جوش ورقت آمیز ذکر الٰہی اور درود شریف کے درمیان ادا کی اور پھر تینوں روز کے اجلاسات کے دوران لوائے احمدیت پوری شان کے ساتھ لہراتا رہا جس کی پہرہ داری کے فرائض خدام احمدیت سر انجام دیتے رہے۔

انتظامات جلسہ سالانہ کی مختصر جھلکیاں

استقبال

جلسہ اگرچہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ کی تاریخوں میں تین روز منعقد ہوا لیکن ان تین دنوں کے لئے بعض شعبوں میں کئی کئی روز پہلے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ استقبال کا شعبہ اس تعلق میں ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳ء سے ۲ جنوری ۱۹۹۴ء تک معروف عمل رہا۔ ہندوستانی مہمانوں کے علاوہ پانچ ہزار سے زائد پاکستانی افراد کے قافلے چار روز تک قادیان آتے رہے۔ جلسہ گاہ کی وسیع گراؤنڈ میں مہمانوں سے بھری قطار در قطار بسیں آتی رہیں اور میزبان مسکراتے چہروں سے ان کا استقبال کرتے رہے۔ ایک روز تو ۴۱ بسوں کا قافلہ وارد ہوا۔

معائنہ انتظامات

جلسہ کے جملہ انتظامات کے معائنہ کے لئے تمام رضاکاران کو احمدیہ گراؤنڈ میں جمع کر کے حسب منظوری سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب چیئرمین جلسہ سالانہ نے مختصر نصیحت کی اور اس طرح باقاعدہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا افتتاح عمل میں آیا۔

دوسرا دن، پہلا اجلاس

۲۵ دسمبر کے پہلے اجلاس کی کاروائی محترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کی زیر صدارت مکرم قاری محمد عاشق حسین صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم راشد احمد صاحب دہلوی کی نظم خوانی کے ساتھ شروع ہوئی۔

پہلی تقریر محترم حافظ صالح الہ دین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش نے "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دو عظیم نشان سورج اور چاند گرہن" کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مورخ احمدیت ربوہ نے بعنوان "واقفین نو اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں" نہایت مدلل اور جامع انداز بیان کے ساتھ فرمائی۔ ہر دو تقاریر کے درمیان ملک ظفر محمود صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظور کلام۔

نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیاں، حالات حاضرہ کے بارہ میں" کے عنوان پر کی۔ جس میں آپ نے حضور اقدس علیہ السلام کی بعض انذاری اور تبشیری پیش گوئیوں اور ان کے عظیم الشان نتائج کا ذکر کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم عبدالسمیع صاحب نون، ایڈووکیٹ سرگودھا (پاکستان) مولانا داؤد احمد حنیف امیرو مبلغ انچارج گیمبیا (مغربی افریقہ) نے اپنے تاثرات بیان کئے۔ محترم داؤد حنیف صاحب نے گیمبیا میں احمدیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال کے لئے ان کا بیعتوں کے لئے ٹارگٹ ایک لاکھ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

دوسرا اجلاس

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس محترم عبداللہ واگس ہاؤزر نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی زیر صدارت، قاری ساجد حسین صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم نجیب احمد صاحب آف ربوہ کی نظم خوانی سے شروع ہوا۔ پہلی تقریر بعنوان "بد رسوم کے خلاف جہاد اور ہماری ذمہ داریاں" محترم مولانا جمیل الرحمان رفیق، وکیل التصنیف ربوہ نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے گزشتہ سالوں میں بد رسوم کے خلاف کئے گئے جہاد کا ذکر کرتے ہوئے جہاد کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ نسل کے تعلق سے جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر محترم مولانا محمد انعام غوری، ناظر دعوت وتبلیغ نے "مالی قربانیوں میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار" کے عنوان پر کی۔ آپ نے گزشتہ سو سال میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ عظیم مالی قربانی اور اس کے سنہری نتائج پر دل نشیں انداز میں روشنی ڈالی۔ ہر دو تقاریر کے درمیان مکرم شہزاد احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔

اس اجلاس کے آخر پر مکرم قمرالزمان بدر صاحب (نمائندہ سوئٹزرلینڈ)، مکرم عبدالقدیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نمائندہ سوئٹزرلینڈ نے بتایا کہ امسال ان کا ٹارگٹ ایک ہزار بیعتوں کا ہے۔

تیسرا دن، پہلا اجلاس

۲۶ دسمبر کے روز ٹھیک دس بجے جلسہ سالانہ قادیان کے تیسرے اور آخری دن کے پہلے اجلاس کی کاروائی مکرم مولانا محمد انعام غوری، ناظر دعوت وتبلیغ، قادیان کی زیر صدارت قاری عاشق الرحمان صاحب آسامی کی، تلاوت قرآن مجید اور مولانا مغفور احمد صاحب قمر، ربوہ (پاکستان) کی نظم کے ساتھ شروع ہوئی

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا کریم الدین صاحب شاہد، ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے "مسلمانوں کی موجودہ حالت زار اور اس کی وجوہات وعلاج" کے عنوان پر کی جس میں آپ نے مسلم علماء و مفکرین کے حوالوں سے مسلمانوں کی موجودہ حالت کو پیش کرنے کے بعد بتایا کہ خلافت احمدیہ کی قیادت کے زیر سایہ آنے کے نتیجہ میں ہی عالم اسلام کی زبوں حالی دور ہو سکتی ہے۔

دوسری تقریر مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس، مبلغ انچارج کلکتہ (بنگال) نے "حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی نظر میں" کے عنوان پر پنجابی زبان میں نہایت دلچسپ اور موثر انداز بیان کے ساتھ کی۔ اس پنجابی تقریر کے بعد مکرم ناصر علی صاحب عثمان نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ترانہ "خدام احمدیت" پیش کیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا برہان احمد صاحب ظفر، مبلغ انچارج بمبئی نے "خدمت انسانیت اور جماعت احمدیہ" کے عنوان پر کی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی گزشتہ سو سالہ انسانی خدمات کو نہایت احسن انداز میں پیش کیا۔

مذکورہ تقاریر کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد قمر مبلغ انچارج و امیر جماعت فجی اور مکرم عبدالخالق صاحب نیر، مبلغ انچارج نائجیریا نے اپنے اپنے ممالک میں تبلیغی وتربیتی مساعی کا ذکر کیا۔

اختتامی اجلاس

تیسرے دن کا دوسرا اور اختتامی اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت ٹھیک اڑھائی بجے شروع ہوا۔ مکرم قاری حافظ نواب احمد صاحب گنگوہی کی تلاوت اور مکرم فلاح الدین صاحب آف جرمنی کی نظم کے بعد محترم صدر اجلاس نے تمام سامعین کارکنان اور جلسہ کے کاموں میں تعاون دینے والے جملہ افراد کا شکریہ ادا کیا۔

اس تقریر کے بعد ماریشس سے براہ راست سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اختتامی خطاب جو جلسہ سالانہ قادیان کے لئے براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا، سنا۔ یہ بصیرت افروز خطاب قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اور حاضرین جلسہ سالانہ اپنے محبوب امام کے زریں ارشادات سنتے رہے اور نعرے لگاتے رہے اور دلوں میں یہ عظیم ولولہ لئے ہوئے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے کہ وہ حضور پر نور کے ارشادات پر دل وجان سے عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس خطاب میں حضور انور نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ ۲۷ دسمبر سے تمام احباب نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن مجید باقاعدگی سے کریں گے اور انہی نظاروں کو پھر زندہ کریں جو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں دیکھے جاتے تھے۔ چنانچہ اس روز صبح تمام احباب و مستورات چھوٹے اور بڑے اپنے اپنے گھروں اور قیام گاہوں میں تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہے۔

مجلس شوریٰ

۲۷ دسمبر بروز سوموار مسجد اقصیٰ قادیان میں جماعت احمدیہ بھارت کی پانچویں مجلس مشاورت کا آغاز ہوا۔ پہلے اجلاس کی صدارت مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشان نے کی جبکہ دوسرا اور آخری اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک شوریٰ کی کاروائی جاری رہی۔ اس مشاورت میں ہندوستان کی ۸۷ جماعتوں کے ۱۹۰ نمائندگان نے شرکت فرمائی۔

حاضری

امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۲۴ ممالک کے بارہ ہزار سے زائد احباب و مستورات اور بچوں نے شرکت کی۔ ان ممالک کے نام درج ذیل ہیں۔

بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، امریکہ، انڈونیشیا، ماریشس، آسٹریلیا، سویڈن، ناروے، مصر، عرب امارات، گیمبیا، بلجیم، سعودی عرب، فرانس، سوئٹزرلینڈ، نائجیریا، کینیا اور ڈنمارک۔

تیاری طعام

جلسہ سالانہ کے ایام نیز مورخہ ۲۰ تا ۳۰ دسمبر تین لنگر خانے دن رات جاری رہے جبکہ دو لنگر خانوں میں بذریعہ مشین بھی روٹی پکائی گئی۔ جلسہ کے موقعہ پر صبح کے وقت لنگر کی دال اور شام کے وقت آلو اور گوشت کا سالن مہمانوں کی مرغوب غذا رہی۔

قیام گاہیں

امسال محلہ احمدیہ کی قیام گاہوں کے علاوہ خالصہ سیکنڈری اسکول، ٹی آئی کالج، خالصہ پبلک اسکول، اسکول بڈھا مل بلڈنگ، جنج گھر، ڈی اے وی پرائمری اسکول، ویر کور ہائی اسکول، کوٹھی حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب (بجلی گھر)، اور ویر کور پبلک پرائمری اسکول میں بھی مہمانوں کا قیام رہا۔ منتظمین نے ان تمام قیام گاہوں میں کئی روز قبل ہی بجلی، پانی اور صفائی وغیرہ کا انتظام کیا اور پرالی بچھاکر مہمانوں کے لئے تیار کیا۔

ترجمانی

جلسہ سالانہ کی تقریر کے درج ذیل زبانوں میں ساتھ ساتھ تراجم ہوتے رہے۔ عربی، انگریزی، انڈونیشین، بنگلہ، تامل، جرمن اور ملیالم۔ جلسہ گاہ کو بینرز اور مختلف عبارتوں کے ذریعہ سجایا گیا تھا۔ اسٹیج جو مسجد ناصر آباد کے صحن میں بنایا گیا تھا، پر وقار اور بارونق منظر پیش کر رہا تھا۔

صـ۱۵ پر

علمی وروحانی پروگرام

نماز تہجد

۲۴ دسمبر تا ۲۹ دسمبر درج ذیل حضرات نے نماز تہجد اور بعد نماز فجر درس دینے کی سعادت حاصل کی۔ مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب، صوبائی امیر آندھرا پردیش۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مورخ احمدیت۔ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب، صدر مجلس انصاراللہ، بھارت۔ مکرم مولانا عبدالباسط شاہد، مربی سلسلہ۔ مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں، پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔ مکرم مولانا محمد اعظم صاحب اکسیر، پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔ مکرم مبارک مصلح الدین صاحب، وکیل المال تحریک جدید ربوہ۔ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب، مبلغ سلسلہ جرمنی۔ مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز، پروفیسر جامعہ احمدیہ، ربوہ۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب، مربی سلسلہ ربوہ۔ مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ مکرم مولوی عنائت اللہ صاحب، ناظر تبلیغ، قادیان

مرکزی طور پر مرد مسجد اقصیٰ میں اور مستورات مسجد مبارک میں با جماعت نماز ادا کرتے رہے۔ مسجد اقصیٰ کے علاوہ مہمانان کرام نے مسجد ناصر آباد، مسجد دارالانوار اور مسجد نور میں بھی نماز تہجد اور فرض نمازوں کی ادائیگی کی۔

مجالس سوال وجواب

۲۴ دسمبر کو رات ۸ بجے مجلس سوال وجواب کی پہلی نشست منعقد ہوئی جس میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے احباب کے سوالات کے جواب دئے۔ یہ سلسلہ رات دس بجے تک جاری رہا۔ جبکہ ۲۶ تاریخ کو ٹھیک اسی وقت مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں نے احباب جماعت کے علمی و دینی سوالات کے جواب دئے۔

پریس اور پبلسٹی

جلسہ سالانہ سے کئی روز قبل دفتر دعوت و تبلیغ کی طرف سے پوسٹرز اردو، انگریزی اور ہندی زبانوں میں شائع کئے گئے۔ علاوہ اس کے شعبہ تربیت جلسہ سالانہ کی جانب سے جلسہ کا پروگرام اردو، انگریزی اور پنجابی میں شائع کیا گیا۔

جلسہ سے قبل اور جلسہ کے بعد ملکی پریس اور اخبارات میں جلسہ سالانہ اور جماعت احمدیہ سے متعلق وسیع تشہیر ہوئی۔ درج ذیل اخبارات نے نمایاں طور پر اشاعت کی۔

انڈین ایکسپریس، ھند سماچار، جگ بانی، اور پنجاب کیسری، اجیت، اکالی پترکا اور ٹریبیون۔

اسی طرح دور درشن جالندھر نے ۲۴ دسمبر کو اور نیشنل ٹی وی نے ۲۵ دسمبر کو صبح کی خبروں میں ذکر کیا۔ زی ٹی وی نے اپنے پروگرام "گھومتا آئینہ" میں نہائت اچھے ڈھنگ میں جلسہ اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں ساڑھے چھ منٹ کی خبر اور جھلکیاں نشر کیں۔ نیز سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور محترم ناظر اعلیٰ قادیان کے انٹرویو کے اقتباسات نشر کئے۔

پریس کانفرنس

انہی ایام میں مہمان خانہ قادیان میں مکرم سید تنویر احمد صاحب، صدر پریس کمیٹی کی زیر صدارت پریس کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ جس میں ایک درجن سے زائد اخبارات کے نمائندے شامل ہوئے۔ یہ پروگرام دو گھنٹے تک جاری رہا۔

۲۷ دسمبر کو انڈین ایکسپریس کے نمائندہ نے محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مورخ احمدیت ربوہ کا ایک تفصیلی انٹرویو لیا۔

متفرق

جلسہ کے دوران فیکس اور فون کا چوبیس گھنٹے انتظام رہا۔ مہمانان کی خدمت وغیرہ کے لئے نظارت امور عامہ کے عملہ نے بہت محنت سے کام کیا۔

○○ شعبہ خدمت خلق کے تحت قادیان بھارت اور غیر ملکی خدام نے بہت محنت سے ڈیوٹیاں دیں۔

○○ دفتر جلسہ سالانہ جو اس سارے انتظام کے لئے مرکزی طور پر دل و دماغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایام جلسہ میں دن رات کھلا رہا اور مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہا۔

اللہ تعالیٰ تمام معاونین اور احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور سب کو جلسہ کی برکات سے وافر حصہ نصیب کرے۔ آمین۔

بقیہ ، ماہ رمضان کی اہمیت

وہ دو بچے رکعت ہی پڑھ لے۔ کیونکہ اسکو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔"

(ملفوظات جلد سوم۔ ۲۴۵)

تراویح

معذور اور محنت کش جو تہجد کے لئے اٹھ نہیں سکتے ان کے لئے ماہ رمضان میں نماز تراویح کا انتظام ہوتا ہے تاکہ وہ تہجد کے ثواب سے بالکل محروم نہ رہ جائیں۔ نماز تراویح عشاء کی نماز کے بعد با جماعت ہوتی ہے۔ اس میں قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رمضان میں تین راتوں کو پچھلے پہر تراویح کی نماز با جماعت پڑھائی تھی۔ چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے۔ صحابہؓ جو انتظار میں بیٹھے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اس اندیشہ کی وجہ سے باہر نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی پابندی نہ کر سکو۔

(صحیح مسلم)

نماز تراویح کے لئے روزہ کی شرط نہیں ہے۔ جس نے روزہ نہ بھی رکھنا ہو وہ تراویح کی نماز پڑھ سکتا ہے۔

اعتکاف

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ آپ ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے۔ آخری سال آپ نے اعتکاف بیس روز کے لئے کیا۔ مسجد میں آپ کے لئے خیمہ لگا دیا جاتا تھا۔ آپ اپنے اہل خانہ سے علیحدہ ہو کر دن رات ذکر الٰہی، عبادت اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ غالباً اعتکاف اس "تحنث" کی یادگار تھا جو بعثت سے قبل آپ نے غار حرا میں کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے قلب پر نزول قرآن ہوا تھا۔ صوفیا کا تجربہ ہے کہ تنویر قلب کے لئے کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اعتکاف میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں۔ اعتکاف کرنے والے کو اچھی بات کے سوا اور کوئی کلام نہ کرنا چاہئے۔ زیادہ تر وقت تلاوت قرآن، ادائے نوافل اور ذکر الٰہی میں گزارنا چاہئے اور احادیث رسولؐ اور دینی کتب کا مطالعہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور استغفار کرنا اور کثرت سے آنحضرتؐ پر درود بھیجنا چاہئے۔

لیلۃ القدر

ماہ رمضان کی تیسری برکت لیلۃ القدر ہے جو انتشار روحانیت کی رات ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس عظمت والی رات کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح بخاری)

قرآن کریم میں آتا ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس میں فرشتوں اور روح کا نزول ہوتا ہے۔

(سورہ القدر: ۴، ۵)

روح سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نئی روحانی زندگی ہے جو عابد کو ملتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر پاؤں تو کیا دعا کروں فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ انک عفو تحب العفو فاعف عنی

اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنا تجھے پسند ہے۔ میری خطاؤں کو معاف فرما۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

تلاوت قرآن مجید

قرآن مجید کو رمضان مبارک سے ایک خاص نسبت ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ اس مہینہ میں جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ جبرئیل ہر سال رمضان کے مہینہ میں میرے ساتھ قرآن کریم کا ورد کیا کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو دفعہ ورد کیا ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۸)

اللہ تعالیٰ نے روزہ کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ:

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

تاکہ تم اللہ کی بڑائی کرو کہ تم کو اس نے ہدایت دی اور تاکہ تم ہدایت کے ملنے پر اس کا شکر کرو۔

(سورہ البقرہ: ۱۸۶)

کسی نعمت کا شکر اس کی قدر کرنے سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی قدر اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اس کو پڑھا اور سمجھا جائے اور اس کی ہدائتوں پر عمل کیا جائے۔ "قرآن" نام میں یہ اشارہ ہے کہ یہ پڑھنے کے لائق کتاب ہے۔ روزہ کی عبادت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ماہ رمضان میں قرآن مجید کو معمول سے زیادہ پڑھا جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا طریق اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ:۔

اس کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھو

(سورہ المزمل: ۵)

جن کو ترجمہ نہیں آتا ان کو عمدہ ترجمہ والا قرآن حاصل کر کے تلاوت کے ساتھ ترجمہ بھی پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یہ بابرکت کتاب ہے۔ ہم نے تجھ پر اس لئے نازل کی ہے تا لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور اہل عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔

(سورہ ص: ۳۰)

تلاوت کے دوران قرآن پاک کے مضامین سے اثر لینا مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ رات کی نمازوں میں آپ لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ تلاوت کے دوران جب خدا کی عظمت و کبریائی کا ذکر آتا تو آپ پناہ مانگتے تھے اور جب رحم و کرم کی آیات آتیں تو دعا کرتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶۔ ۸۳)

قرآن کو اس وجدان سے پڑھنا چاہئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا پیغام ہے جو مجھ تک پہنچا ہے۔ جب ایسی آیت آئے جس میں حکم ہو تو دعا کرے کہ الٰہی تیرا حکم پہنچا۔ میں صدق دل سے عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں اور منت کرتا ہوں کہ مجھے عمل کی توفیق عطا فرما۔ اور جب مناہی کی آیت آئے تو بھی دعا کرے اور ترک کرنے کا عہد کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے مضامین آئیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس کرے۔ اور جب مومنوں کو مغفرت اور خدا تعالیٰ کی رضا اور دیدار کی بشارت دی جا رہی ہو تو دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے منعم علیہ گروہ میں شامل کرے اور جب خدا کے غیظ و غضب اور انذار و وعید کی آیات آئیں تو توبہ استغفار کرے۔ اس طرح تدبر سے قرآن کریم پڑھنے سے ایک طرح سے خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور قلب و روح کا تزکیہ اور اعمال صالحہ بجالانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا
اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن
کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔

(کشتی نوح۔ ۲۶)

درسوں میں شمولیت

قرآن مجید کے مطالب سیکھنے کے لئے ہماری جماعت میں رمضان کے مہینہ میں خصوصی درسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ ان درسوں میں شوق سے شامل ہو کر استفادہ کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں سے قرآن سننے کا بہت شوق تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے تھے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو قرآن سناؤں؟ قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا پڑھے اور میں سنوں۔

(بخاری حسن الصوت بالقرآن)

ایک حدیث میں ہے کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے اور اس کے درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں۔

(مسلم کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن)

غرباء سے ہمدردی

ماہ رمضان مسلمانوں کو غریبوں کی عملی ہمدردی کا سبق دیتا ہے۔ روزہ ایک روزہ دار مسلمان کو بتاتا ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے میں کیسی اذیت ہوتی ہے۔ اس وقت اس کو اپنے غریب اور فاقہ نڈھال ہم جنسوں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور یہ احساس اس کے رحم، ہمدردی اور ایثار کے جذبات کو بیدار کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ یوں تو آپ بہت فیاض تھے لیکن رمضان کے مہینہ میں آپ کا جود و کرم اتنا بڑھ جاتا تھا کہ آپ باد باراں سے بڑھ کر غرباء کے لئے ابر رحمت بن کر برستے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبیؐ یکون فی رمضان)

قرآن مجید میں یتیموں کی پرورش، مساکین کی خبر گیری اور محتاجوں کی حاجت روائی کی تاکید بار بار آئی ہے اور یہ بطور حق کے ہے نہ کہ احسان کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔

کہ مسلمانوں کے مالوں میں حق ہے ضرورت مندوں کا جو مدد کے خواستگار ہیں اور ایسے مصیبت زدہ لوگوں کا جن پر کوئی آفت پڑی ہے اور وہ محتاج ہو گئے ہوں۔

(سورہ الذاریات: ۲۰)

اس وقت افریقہ کے لوگ بھوک سے نڈھال ہیں اور بوزنیا کے مظلوم بھائی مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ رمضان کا مقدس مہینہ عالم اسلام کو ان مظلوموں اور آفت زدہ لوگوں کے متعلق ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے۔

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES DIRECT TO PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 6859/9933
MOBILE 0831 693 120
FAX 081 571 9933

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY - LONDON
ISSN:1352 9587
TELEPHONE NO. 081 870 0919
FAX NO. 081 870 0919

ماہ رمضان کی اہمیت ۔ ایک مسلمان کے لئے

(عبد الکریم شرما)

رمضان المبارک کا مہینہ [illegible] عالم اسلام میں ایک برکت [illegible] مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی برکتوں کو جمع کر دیا ہے۔ پہلی برکت اس مہینہ کی یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۗ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سورہ البقرہ ۔ ۱۸۶)

ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نازل ہوا۔ جو سارے لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

نزول قرآن سے قبل ایک لمبا عرصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدہ میں گزارا تھا۔ اس مجاہدہ کی کیفیت کے بارہ میں پوری تفصیل موجود نہیں ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ حضورؐ اپنی ذات کے متعلق بہت کم بات کرتے تھے۔ بعض شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی قوم کی اخلاقی گراوٹ اور بے راہ روی سے متنفر تھے اور آپ کے دل میں تڑپ تھی کہ قوم کی اصلاح ہو۔ لیکن کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ بتوں کی پوجا سے آپ شروع سے بے زار تھے اور کائنات کا خالق و مالک ایک خدا کو جانتے تھے۔ معبود حقیقی کی شناخت اور اس سے عبودیت کا تعلق جوڑنے کے لئے بے قرار تھے۔ لیکن آپ کو عبادت کا صحیح طریق معلوم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کرب کا قرآن مجید میں یوں ذکر فرمایا ہے۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝
(الضحیٰ: ۸)

ہم نے تجھ کو طلب میں سرگردان پایا تو ہدایت دے دی۔

یہ ہدایت آپ پر کس طرح نازل ہوئی؟۔ اس کے متعلق صحیح بخاری میں آتا ہے کہ حضورؐ تنہائی پسند ہو گئے تھے اور غار حرا میں جا کر یکسوئی میں "تحنث" یعنی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حسب معمول آپ عبادت میں مشغول تھے کہ جبرئیل نمودار ہوئے اور سورہ علق کی پہلی پانچ آیات آپ کو پڑھائیں (بخاری، بدء الوحی)۔ یہ رات جس میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی ۲۴ رمضان گزر جانے کے بعد والی رات تھی۔

(زرقانی شرح مواہب الدنیہ جلد اول ۔ ۲۰۷، بحوالہ تفسیر کبیر)

اس رات کو اللہ تعالیٰ نے
"لیلۃ مبارکۃ"
(سورہ الدخان: ۴)
بہت برکتوں والی رات اور
لیلۃ القدر
(سورہ القدر: ۲)
عظیم الشان تقدیر والی رات کہا ہے۔

ماہ رمضان کی دوسری برکت یہ ہے کہ اس میں روزہ کی عبادت فرض ہوئی۔ روزہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ
(صحیح بخاری کتاب الصوم)

روزہ دار میری خاطر روزہ رکھتا ہے اور اس کا صلہ میں خود ہوں گا۔

فقہ کی اصطلاح میں روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک عمداً کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے احتراز کو کہتے ہیں۔ یہ تینوں باتیں حیوانی زندگی کی بنیادی تقاضے ہیں انسان بھی ان تقاضوں میں شریک ہے۔ مگر حیوان اور انسان میں فرق ہے۔ حیوان ان تقاضوں کو پورا کرنے میں فطرتی طور پر اعتدال میں رہتا ہے لیکن انسان کی یہ حالت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضمیر اور فعل کی آزادی دی ہے کیونکہ یہ آزادی اس کی روحانی ارتقاء کے لئے ضروری تھی۔ اس آزادی کو انسان بعض دفعہ غلط طور پر استعمال کر لیتا ہے اور حد اعتدال سے تجاوز کر کے بے راہ روی اختیار کر لیتا ہے۔ افراط کی راہ اکثر گناہوں کو جنم دیتی ہے۔ بہیمی جذبات جب طلاطم میں آتے ہیں تو انسان سے مکروہ افعال سرزد ہوتے ہیں۔ روزہ انسان کی بے اعتدالیوں کا علاج ہے۔ پورا مہینہ روزہ رکھنے کے نتیجہ میں ضبط نفس کو قوت بڑھتی ہے جو انسان کو اعتدال پر قائم رکھتی اور ہر قسم کی برائیوں سے بچاتی ہے۔

روزہ کی غرض و غایت قرآن نے تقویٰ بیان فرمائی ہے۔ تقویٰ قلب کی وہ کیفیت ہے جس سے دل میں تمام نیک کاموں کی رغبت اور برے کاموں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ تقویٰ کے مدارج کے حدو بسط نہیں ہے۔ جوں جوں انسان نیکیوں میں قدم آگے بڑھاتا ہے اس کے لئے تقویٰ کی باریک سے باریک راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ عمر بھر کا مجاہدہ ہے۔ رمضان کا مہینہ ہر سال اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے آتا ہے۔

روزہ روحانی امراض کا علاج ہے اور علاج میں نسخہ کے سارے اجزاء شامل ہوں تو فائدہ ہوتا ہے۔ محض کچھ مدت کے لئے بھوکا رہنا کافی نہیں۔ بلکہ روزہ کی حقیقت میں کچھ اور باتیں بھی شامل ہیں جو روزہ کو مکمل کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کے معمولات میں سے کچھ باتیں اخذ کر کے پیش کرتا ہوں۔

نمازوں کو سنوارنا

نمازوں کی عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ مرغوب تھی۔ آپ بہت شوق اور سرور سے نمازیں ادا فرماتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اسلام میں سب سے مقدم عبادت نماز کی ہے۔ رمضان کا مہینہ گری ہوئی نمازوں کو سنوارنے کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں پنجوقتہ نمازوں کو پوری شرائط کے ساتھ اور آداب کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نمازوں کو اس وجدان کے ساتھ ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم اس بات کا یقین ہو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

(صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان)

نماز کی تاثیر خدا تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ انسان کو بے حیائیوں اور بدیوں سے متنفر کر دیتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی شخص کی عظمت دل میں ہو تو انسان اس کی باتوں کو رد نہیں کرتا بلکہ توجہ سے سنتا ہے اور اس حکم پر عمل کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ حقیقی نماز بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت پیدا کرتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ ہر نافرمانی سے بچتا اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے لذت پاتا ہے۔

دراصل نماز کی عبادت روحانیت کے لئے کی جاتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مومن کا معراج قرار دیا ہے۔ مومن کو تمام رفعتیں نماز سے ہی ملتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا اپنا اور راستبازوں کا جو پہلے گزرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے کی کوئی چیز نہیں"۔

(ملفوظات جلد ۹ ۔ ۱۱۰)

قیام اللیل

فرض نمازوں کے بعد جس نفلی عبادت پر اللہ تعالیٰ نے زور دیا ہے وہ تہجد کی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

(بنی اسرائیل: ۸۰)

کہ رات کو اٹھ کر عبادت کر یہ تجھ پر ایک زائد انعام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ وہ رات کو بیدار ہو کر ایک بڑا حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔ ماہ رمضان میں آپ کے معمول میں شدت آ جاتی تھی۔ آخری عشرہ میں آپ کمر کس لیتے تھے اور اپنی ازواج کو بھی تہجد کے لئے جگایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان)

اپنے اصحاب کو بھی آپ تہجد کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ایمان کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ماہ رمضان میں رات کو اٹھ کر عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

تہجد کی نماز تزکیہ نفس اور روح کی صفائی کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝

(سورہ المزمل: .)

رمضان کا مہینہ شب بیداری کی عادت ڈالنے کے لئے بہترین مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں

بقیہ: صفحہ ۱۵، کالم ۱ پر

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہیے

اس لئے کہ

- یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔
- اس کے مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین ہوتی ہے۔
- اس میں درج ملفوظات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے ہیں۔
- اس میں ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور خطابات کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔
- یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- یہ ایک روحانی چشمہ ہے جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو روحانی اور علمی سیرابی کا موجب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیے اور آج ہی الفضل انٹرنیشنل اپنے نام جاری کروائیے۔

کیا ہفتہ وار "الفضل انٹرنیشنل" لندن آپ کو باقاعدہ مل رہا ہے؟ اور کیا آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو آج ہی حسب ذیل پتہ پر رابطہ کر کے اسے اپنے نام لگوالیں

اخبار کا سالانہ چندہ
برائے برطانیہ = ۲۵ پاؤنڈ
برائے یورپ = ۲۷ پاؤنڈ
برائے امریکہ، کینیڈا و دیگر ممالک = ۳۶ پاؤنڈ

رابطہ کے لئے پتہ:
16 Gressenhall Rd.,
London SW18 5QL,
U.K.
فون: ۰۸۱-۸۷۰۰۹۱۹
فیکس: ۰۸۱-۸۷۰۰۹۱۹

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
ON TELEPHONE
081 874 8902

قادیان کے تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

الیس اللہ بکاف عبدہ لکھنے پر سزا

سانگھڑ سندھ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک احمدی دوست رشید احمد خان، جن پر ۱۹۸۸ء سے گھر کی دیوار پر "الیس اللہ بکاف عبدہ" لکھنے کی وجہ سے عدالت میں مقدمہ چل رہا تھا عدالت نے انہیں ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو دو سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا دی ہے اور وہ اس دن سے جیل میں ہیں۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق اس کے گھر کی دیوار سے قرآنی آیت کو ہتھوڑوں کی مدد سے تڑوایا جا رہا ہے اور اس کام کے لئے ایک ہندو کو لگایا ہوا ہے۔ جو پولیس کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ (احباب جماعت سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک میں اپنے ان مظلوم بھائیوں کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔ خصوصاً اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی کے لئے جو ایک مدت سے پاکستان کی مختلف جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں)۔

احباب تصحیح فرمالیں

گزشتہ شمارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی نظم کا آخری شعر اس طرح پڑھا جائے:

دل اپنا بشیر خدا سے لگا
اس عشق بتاں میں دھرا کیا ہے

اور اسی طرح اس کے مطابق عنوان کی بھی درستی فرمالیں۔

(ادارہ)